SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, May 21, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes past five in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طٰہٰ ۞ مآ انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ ۞ الا تذ کر ۃ لمن یخشی ۞

تنزیلاً ممن خلق الارض و السموت العلی ۞ الرحمن علی العرش

استوی ۞ لہ مافی السموت و مافی الارض و ما بینھما و ماتحت

الثری ۞ و ان تجھر بالقول فانہ یعلم السر و اخفی ۞

ترجمہ: طا۔ ھا(حضور کے ناموں میں سے ایک نام ہے) ۔(اے میرے محبوب) ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لیے تو نہیں اتارا کہ آپ محنت شاقہ میں پڑ جائیں ۔ بلکہ یہ تو نصیحت ہے اس کے لیے جس میں خضوع و خشوع ہو یہ اس ذات برتر کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین کو پیدا کیا اور بلند آسمانوں کو (بنایا) ۔(ان کو اس ذات مقدس کی معرفت کا ذریعہ بنایا ہے جو فنا و بقا اور تغیرات و تصرفات کا مالک ہے) ۔ وہ(تو اپنی مخلوق کے لیے) انتہائی مہربان اپنے تخت(حکمت و قدرت) پر قائم ہوا(اور اپنی شان رحمانیت سے ہر ایک کی ضروریات کا کفیل اس کا نگہبان ہے) ۔ اسی کا ہے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, May 21, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes past five in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طٰہٰ۞ مآ انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ۞ الا تذ کر ۃ لمن یخشی۞
تنزیلاً ممن خلق الارض و السموت العلی۞ الرحمن علی العرش
استوی۞ لہ مافی السموت و مافی الارض و ما بینھما و ماتحت
الثری۞ و ان تجھر بالقول فانہ یعلم السر و اخفی۞

ترجمہ: طا۔ ھا(حضور کے ناموں میں سے ایک نام ہے) ۔(اے میرے محبوب) ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لیے تو نہیں اتارا کہ آپ محنت شاقہ میں پڑ جائیں ۔ بلکہ یہ تو نصیحت ہے اس کے لیے جس میں خضوع و خشوع ہو یہ اس ذات برتر کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین کو پیدا کیا اور بلند آسمانوں کو(بنایا) ۔(ان کو اس ذات مقدس کی معرفت کا ذریعہ بنایا ہے جو فنا و بقا اور تغیرات و تصرفات کا مالک ہے) ۔ وہ(تو اپنی مخلوق کے لیے) انتہائی مہربان اپنے تخت(حکمت و قدرت) پر قائم ہوا(اور اپنی شان رحمانیت سے ہر ایک کی ضروریات کا کفیل اس کا نگہبان ہے) ۔ اسی کا ہے

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے ۔ عرش سے فرش تک بلکہ تحت الثریٰ تک سب اسی کی حکومت ہے ۔ اسی کا حکم جاری ہے (یہ سب اس کی رحمنیت سے متعلق ہے) ۔ اور اگر تم کوئی بات پکار کر کہو تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات سے بھی باخبر ہے اور اس سے بھی جو تمہارے دل کی گہرائیوں میں ہے (جو تمہارے دل میں ہے یا جس سے ابھی تم خود بھی واقف نہیں بلکہ جس کا تم ارادہ کروگے وہ جو کچھ کرتا ہے پورے علم کے ساتھ کرتا ہے) ۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔جزاک اللہ ۔ Leave Applications. ۔

پروفیسر ساجد میر صاحب ناسازی طبع کی بناپر مورخہ 15 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ لہذا انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین ، سید محمد فضل آغا صاحب مورخہ 16 تا 18 مئی 95 اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے ۔ لہذا انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب الیاس احمد بلور صاحب بیماری کی وجہ سے مورخہ 15 تا 18 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے ۔ لہذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جی جناب اشتیاق اظہر صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

سید اشتیاق اظہر ۔سب سے پہلے تو جناب چیئرمین میں یہ مسئلہ پھر اٹھانا چاہوں گا اور یہ ایک ہفتے سے برابر ہو رہا ہے کہ آفتاب شیخ صاحب کو وزیرمملکت برائے قانون اور وزیر قانون کے وعدوں کے باوجود یہاں نہیں لایا جارہا ۔ اور اس سلسلے میں جو بہت

ہی افسوس ناک بات میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کے ساتھ fraud کیا گیا ہے ۔ جن applications پر میں نے اور سینیٹر نسرین جلیل صاحبہ نے دستخط کئے تھے ۔ وہ ایڈریس تھا Superintendent Central Prison,Karachi بعد میں To کاٹ کر Through کیا گیا ہے ۔ اور اوپر Special Judge لکھا گیا ہے ۔ جس shape میں یہ درخواست ہم نے پیش کی تھی ۔ اگر اس میں یہ جو تحریر کی گئی ہے تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی بڑا پارلیمانی fraud ہے کہ جس پر آپ کو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے۔ اور اس میں جو جو لوگ ملوث ہیں ان کو contempt کا نوٹس دینا چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ رینجرز کراچی میں ہمارے کارکنوں کو پکڑ کر گرفتار کرکے لے آتی ہے اور مار کر لاشیں پھینک دیتے ہیں چونکہ رینجرز کے سربراہ مسلح افواج سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اس لئے یہ معاملہ فیڈرل نوعیت کا ہے اور ہم نے اس کے خلاف فیصلہ کیا ہے کہ ہم کل اپنے پورے علاقے میں یوم سوگ منائیں گے ۔ اس طرح سے کہ ہماری متحدہ قومی موومنٹ کو کچلنے کی سازشیں ہورہی ہیں ۔ ان پر بھی ہم احتجاج کر رہے ہیں ۔ اور دو باتیں میں آپ سے کہنا چاہتا تھا-----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔یوم سوگ منائیں گے۔

سید اشتیاق اظہر۔جی ہاں یوم سوگ منا رہے ہیں کل ۔ خاص طور پر یہ جو فراڈ ہوا ہے ۔ وعدہ خلافی ہوئی ہے ۔ اس کے بارے میں شدید نوعیت کے جذبات ہیں----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔آپ کے دو پوائنٹ آف آرڈرز بنے ہیں تاہم ایک وقت میں ایک ہی مسئلے کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے ------

(مداخلت)

An Honourable Member: The Chair cannot give a ruling out of the rules.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ جواب دینا چاہیں گے یا پہلے وزیر داخلہ صاحب

میاں رضا ربانی ۔ جناب رینجرز کے بارے میں جنرل صاحب جواب دے دیں میں بعد میں بات کرلوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔چلئے ٹھیک ہے جی بابر صاحب۔

Maj. Gen (Retd.) Naseerullah Khan Babar Sir, the point is that it is unfortunate

جب کل پوری قوم یوم یکجہتی منا رہی تھی پہلے تو انہوں نے یہاں اعلان کیا کہ بائیکاٹ کرتے ہیں اس کا As a community they boycotted a national issue.

No.2 was on that very day, see what the crime rate in Karachi is and who are responsible for it? The press mentioned it very very clear So.I do not think I have any polity for them, sympathly for if they commit crime, the rangers are going to go for them.It is not only in Karachi but through out Pakistan Any one who commits a crime, I am going to come hard on him and particularly on a day for Kashmir. The whole country was in mourning and they committed crime in Karachi on a very vast scale. So, I have no apology to offer for this

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب۔

سید اشتیاق اظہر، میں point of personal explanation پر ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ you are on a point of personal explanation۔

سید اشتیاق اظہر۔ جی جناب۔ بات یہ ہے کہ آپ کو یاد ہے کہ چرار شریف کے واقعے پر جو بحث ہوئی تھی اس میں میں نے خود تقریر کی تھی۔ اس وقت بھی میں نے یہ کہا تھا کہ اس سلسلے میں صرف قراردادیں یا ریلی منعقد کرنے سے کام نہیں چلے گا۔ ہمیں جہاد کرنا چاہیئے۔ یہی بات عبداللہ شاہ صاحب سے بھی کہی گئی تھی۔ لیکن صرف یہ ہے کہ قراردادیں منظور کرنا اور rallies نکالنا اس سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ آج اگر حکومت اعلان کرتی ہے کہ ہم چرار شریف کے واقعہ کے حوالے سے جہاد کریں گے تو ہم پورے کے پورے ان کے ساتھ ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔بہت شکریہ۔ جی محترمہ نسرین جلیل صاحبہ۔

بیگم نسرین جلیل، جناب چیئرمین میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس کی توجہ 18اور

۱۱ مئی کو کراچی کے مختلف علاقوں کا محاصرہ کرکے نہتے اور غریب عوام کو حراساں اور پریشان، قتل اور بے عزت کرنے کے عمل کی طرف دلانا چاہتی ہوں ۔ ناظم آباد کے ایک بڑے علاقے کے محاصرے کے دوران تین سو افراد کو گرفتار کیا گیا اور ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر ایک کالج کے کمپاؤنڈ میں دھوپ میں بٹھائے رکھا گیا ۔ یہ غیر جمہوری، غیر آئینی اور غیر انسانی عمل پچھلے چند ماہ سے اپنے عروج پر ہے اور لگتا یہ ہے کہ ہم ایک پولیس اسٹیٹ میں رہ رہے ہیں۔ اس پر اگر وزیر داخلہ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے گھر میں جو آگ لگی ہوئی ہے اس کو ہم پس پشت ڈال دیں اور کشمیر کی بات کریں۔ کشمیر میں جو زیادتیاں ہو رہی ہیں ہم بالکل اس کی مذمت کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں اس کا سدباب کون کرے گا۔ جناب چیئرمین! محاصرے کے دوران گھروں میں داخل ہو کر خواتین کی چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کیاجا رہا ہے۔ آپ کو اندازہ ہے کہ گھروں میں ہر طرح کی چیز ہوتی ہے اور غیر مرد آ کر الماریاں خالی کریں ان میں سے ایک ایک کپڑے کو ایک ایک چیز کو اٹھا کر دیکھیں تو یہ انتہا ہے اور اس کی نہ ہمارا مذہب اجازت دیتا ہے اور نہ ہی ہمارا معاشرہ ۔ اور جناب چیئرمین انسان اپنے گھر کو اپنا قلعہ سمجھتا ہے وہاں ہم محفوظ نہیں ہیں تو ہم کہاں پر محفوظ ہوں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ پوائنٹ آف آرڈر کیا بنا آپ کا۔

بیگم نسرین جلیل، جناب چیئرمین میں توجہ دلانا چاہتی ہوں اس ہاؤس کی کہ کراچی میں جو ظلم و زیادتی ہو رہی ہے اس سلسلے میں حکومت کیا اقدام اٹھا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ نے اخبار کا تراشہ پڑھا ہے غالباً۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر، نہیں جی اخبار کا تراشہ پڑھتیں تو پھر ان کو ہمت نہ ہوتی بولنے کی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اچھا جی۔

بیگم نسرین جلیل، چونکہ اخبار تو آپ کے حکم سے چل رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ کا ارشاد یہ ہے کہ ایم کیو ایم پر تشدد ظلم و بربریت ہو رہی ہے آپ کے کہنے کا یہ مقصد ہے۔

بیگم نسرین جلیل، جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے وزیر داخلہ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ 18 تاریخ کو ہونے والے واقعے کی فلم کس طرح Z.T.V پر اگلے ہی دن دکھائی گئی وہ کون سے لوگ ہیں جو حکومت میں ایجنسیز میں شامل ہیں جنہوں نے یہ فلم وہاں دی اور جس میں دکھایا گیا کہ رینجرز نے ایک دروازے پر دستک دی اور آٹھ دس افراد اندر داخل ہوئے اور الماریوں سے چیزیں نکالتے ہوئے ان کو دکھایا جا رہا ہے۔یہ Z.T.V پر دکھایا گیا۔ یہ فلم کس نے لی اور کیسے ان تک پہنچی اور وہ کون افراد ہیں جو اس کے ذمہ دار ہیں میں وزیر داخلہ صاحب سے معلوم کرنا چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میں گزارش کرتا ہوں کہ جنرل صاحب آپ کا جواب دیں۔ ویسے یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا آپ باقاعدہ موشن پیش کریں تاہم میں نے آپ کو اجازت دے دی آپ کا جواب میں ابھی جنرل صاحب سے پوچھتا ہوں۔ جی جنرل صاحب۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر، میں سیدھی بات کروں گا جی اگر اخبار کا تراشہ یہ محترمہ نکالتیں تو میرے خیال میں ان کو بات کرنے کی ہمت نہ ہوتی کیونکہ ہر ایک اخبار نے واقعات پر مبنی رپورٹ دی ہے۔ کہ 19 تاریخ کو باقاعدہ طور پر رینجرز کو ambush کیا گیا یہ پہلے کبھی نہیں ہوا کہ گلیوں میں گاڑیاں کھڑی کی گئیں اور پھر رینجرز کے اوپر فائر کیا گیا ایک افسر DSR ان کا مارا گیا اور دو تین بندے زخمی ہوئے۔اس کے بعد ان کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ جا کر پورے علاقے کو محاصرے میں لیں اور پھر یہ دیکھیں کہ وہاں سے ہتھیار کتنے برآمد ہوئے۔ اگر امن پسند لوگ ہوتے تو پھر یہ ہتھیار وہاں نہ ہوتے۔تو لہذا یہی میں کہہ رہا ہوں کہ 19 کو پہلے اشتیاق اظہر صاحب کا بیان آتا ہے کہ ہم قومی یکجہتی کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر یہ واقعات 19 کو آئے اور بلکہ The News میں ایک بڑا دلچسپ آئٹم میرا خیال ہے صفحہ 3 یا 1 پر اور کالم پر آیا جس میں correspondent نے پوری کارروائی وہاں پر لکھی ہے کہ وہاں کیا کیا ہوا تو اس کے بعد تو I dont think I mean we have اور دوسرا میں یہ بھی کہتا ہوں اس ہاؤس میں

at one point of time I am going to come with the record that instructions came from London for all this .I, as a responsible, as a Minister, commit myself on the

floor of this House that I am going to come up this report also.

بیگم نسرین جلیل۔ Zee TV پر یہ فلم کیسے آ گئی۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ۔ جناب والا پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کیسے ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا' آپ کے توسط سے میں لاہور اور کوئٹہ کے درمیان پروازوں میں مشکلات کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ لاہور اور کوئٹہ کے درمیان ہفتے میں صرف چار پروازیں ہیں وہ بھی بوئنگ کی' صرف ایک پرواز air bus کی ہے۔ لاہور سے کوئٹہ جانے والے مسافر دس' دس' پندرہ' پندرہ دن انتظار کرتے ہیں۔ فاصلہ کافی ہے اور مشکلات درپیش رہتی ہیں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ کم از کم ہفتے میں ایک پرواز ضرور ہو بلکہ ہر دن ایک پرواز ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اس کا مجھے بھی علم ہے' آپ کو بھی علم ہے۔ اس لئے اس کو باقاعدہ موشن کے ذریعے لائیں پھر انشاء اللہ اس پر discussion ہو گی۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ کوئٹہ اور اسلام آباد کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ پورا ہفتہ flight ہونی چاہیئے۔ اتوار اور جمعہ کو نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ مجھے اس کا علم ہے دو دن نہیں ہوتی۔ اس کے لئے آپ باقاعدہ نوٹس دیں اور موشن لائیں پھر اس کو discuss کر لیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب والا' میں آپ کے توسط سے ایک بار پھر اس مسئلے کو اٹھانا چاہتا ہوں کہ آج بھی ہمارے ایوان میں آفتاب شیخ صاحب اور سعید قادر صاحب موجود نہیں ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے پچھلی مرتبہ متوجہ کرنے کے باوجود اور ایک دفعہ assurance کے بعد کہ اس سلسلے میں ضروری کارروائی کی جائے گی آج پھر یہ لوگ موجود نہیں ہیں' ایسا کیوں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ پچھلی مرتبہ انہوں نے اقرار فرمایا تھا کہ ہم ان کو ایوان

میں لائیں گے غالباً" اب بھی اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے ۔ راجہ محمد ظفرالحق صاحب ' آپ اس سلسلے میں کچھ کہیں گے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ وزیر داخلہ صاحب کی توجہ کے لیے عرض کروں گا کہ اشتیاق اظہر صاحب نے کراچی کے بارے میں جو بات کی ہے میرا اندازہ یہ تھا کہ وزیر داخلہ صاحب تحمل اور بردباری سے اس کا جواب دیں گے لیکن جذبات میں آ کر انہوں نے کہا کہ I am going to come hard on them. اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ معاملہ محاذ آرائی کی طرف بڑھ رہا ہے اور کافی عرصے سے حالات خراب ہوتے ہوتے اس حد تک پہنچے ہیں ۔ جب بھی ہم یہ سنتے ہیں کہ صوبائی حکومت کے ساتھ ایم کیو ایم کے وفود کے مذاکرات ہو رہے ہیں ' کوئی مصالحت کی بات ہوتی ہے تو اس وقت پورے ملک میں سکون کا سا سماں آ جاتا ہے لیکن جب وہ ٹوٹ جاتے ہیں اور اس کے بعد محاذ آرائی شدت اختیار کر جاتی ہے تو پھر اس سے دکھ اور تکلیف ہوتی ہے ۔

اس وقت ہمارا معاملہ انڈیا کے ساتھ بڑا سنگین ہو رہا ہے ' نہ صرف کشمیر کے بارے میں بلکہ پاکستان کے بارے میں بھی دھمکیاں دی جا رہی ہیں ۔ ایک طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ hollow threats ہیں ہم ان کو زیادہ وقعت نہیں دیتے ۔ ہندوستان جنگ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے دوسری طرف سے یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ بیرونی ممالک میں وفود جائیں گے اور خود وزیر خارجہ صاحب دوسرے ممالک میں جا کر کہتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو بتایا ہے کہ انڈیا ہمیں دھمکیاں دے رہا ہے ۔ جب بیرونی ممالک سے پاکستان کی security کے اوپر possibility ' خواہ دور کی possibility بھی کیوں نہ ہو ' کہ یہ borders ذرا heat up ہو سکتے ہیں ' کوئی اور ایسی صورت پیدا ہو سکتی ہے جس کے مقابلے کے لیے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ داخلی اتحاد اور اتفاق اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا کوئی تھوڑا سا سماں پیدا کیا جائے تو پھر یہ کیفیت نہیں پیدا ہونی چاہیئے اور اگر اس کا علاج صرف گولیاں ' بندوقیں اور اس قسم کا تشدد ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے لیے یہ بڑے برے دنوں کی نوید ہے ۔ اس سے مجھے دکھ ہوتا ہے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف اپوزیشن کا فرض ہے ' ایم کیو ایم کا ہے بلکہ سب سے بڑھ کر حکومت کا فرض بنتا ہے ۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ملک کے شہریوں کو احساس تحفظ دیں ۔ کوئی ایسا طریقہ کار اختیار نہ کریں جس سے وہ یہ سمجھیں کہ ہمارے ساتھ کچھ ایسا ناواجب سلوک ہو رہا ہے جس کے لئے انہیں ملک کے اندر یا باہر آواز اٹھانا ' یا کوئی ایسی کیفیت پیدا ہو

اور خاص طور پر ایسے نازک موقع کے اوپر ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ ایک تو یہ صورتحال ہے ۔ دوسرا اسیر ارکان کے لانے کا معاملہ ۔ آپ کے چیمبر میں بھی آج بات ہوئی ہے اور دو وزراء نے وہاں بیٹھے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ ہم کوشش کر رہے ہیں اور کل کا اجلاس بھی شام کو رکھا گیا ہے ' اس میں ملک قاسم بھی موجود تھے اور انہوں نے یہ کہا کہ ہمیں یہ امید ہے کہ ہم انہیں کل لانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ میں نے انہیں یہی گزارش کی کہ آج ساتواں دن ہے کہ روز ایک سول تاریخ پڑتی جا رہی ہے جیسے کہ عدالت میں پڑتی ہے ۔ ہم اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ یہ معاملہ amicably resolve ہو جائے ۔ دنیا میں یہ تاثر نہ جائے کہ آپ ہر معاملے میں پارلیمنٹ کو by-pass کر رہے ہیں۔ ہر معاملے میں آپ اس کی اتھارٹی کو negate کر رہے ہیں۔ اسلئے مجھے توقع ہے ' میں اپنے ساتھیوں سے بھی یہی گزارش کروں گا کہ کل کوئی دور نہیں ہے اگر کل اجلاس شام کو ہونا ہے تو ہمیں یہ توقع ہے کہ وزراء صاحبان اپنی اس بات کو پورا کرنے کے لئے کل شیخ آفتاب صاحب کو لے آئیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ ۔ میں نے بھی یقینا" یہ ہی محسوس کیا جیسے آپ فرما رہے ہیں ۔ آج کی گفتگو سے بالکل واضح طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ یہ کل کے لئے بڑے مخلص ہیں اور شیخ صاحب کو لانا چاہتے ہیں۔ جی خان صاحب۔

پروفیسر این ڈی خان۔ راجہ صاحب نے ابتدا" قومی سلامتی کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا اور ملک میں افہام وتفہیم کی صورت حال پیدا کرنے کے لئے جن خیالات کا اظہار کیا تو اس پر کوئی دو رائے نہیں ہیں اور حکومت کی طرف سے ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ قومی سلامتی کے معاملے پر اور جن امور پر قوم کے اندر consensus ہے ان پر اپوزیشن کے ساتھ بھی ایک جوائنٹ حکمت عملی بنے ۔ especially جو کراچی کے حوالے سے بات کہی گئی تو میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت نے کبھی بھی مزاحمت کی یا confrontation کی پالیسی اختیار نہیں کی ہے اور I also belong to the same city, I am Karachite ۔ اور مجھے بھی وہاں کا concern ہے لیکن ہمیں اس سلسلے میں حکومت کو تعاون دینا چاہیئے اور سیاست اور terrorism کو علیحدہ رکھنا چاہیئے جو گراؤنڈ میں واقعات ہیں ' جو تمام نیشنل ڈیلیز نے رپورٹ کئے ہیں اور حکومت کی طرف سے انٹیریئر منسٹر نے جس پوزیشن کو reiterate کیا ہے تو میرا خیال

ہے کہ کوئی بھی اس کی حمایت نہیں کرے گا۔

سیاسی معاملات کو سیاسی مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کا معاملہ ہے تو حکومت سندھ مسلسل اس بات کی کوشش کر رہی ہے اور مذاکرات کا تسلسل جاری ہے۔ ان کے جو ترجمان ہیں دہلوی صاحب ان کو حوالے سے بھی آپ دیکھیں کہ چیف منسٹر نے خود ٹیلیفون کر کے اجمل دہلوی صاحب کو کہا کہ ۱۹ تاریخ کو چرار شریف کے سلسلے میں جو اجتماع ہو رہا ہے اس میں آئیں اور آپ شرکت کریں تو گورنمنٹ کی طرف سے تو پورے efforts positively کئے جا رہے ہیں کہ قومی سلامتی اور قومی استحکام کے اوپر اتفاق رائے ہو اور میں راجہ صاحب سے یہی عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے جن افہام وتفہیم کے خیالات کا اظہار کیا بالخصوص کراچی کے حوالے سے ریکارڈ کی درستگی کے لئے حکومت نے کبھی اسے turn down نہیں کیا ہے لیکن

there must be line of demarcation between politics and terrorism because both can not be mixed up, otherwise the situation will fray.

میاں رضا ربانی ۔ شکریہ جناب۔ اسیر ممبران کے اس سلسلے میں دو باتیں کہی گئی ہیں ۔ سب سے پہلی بات production کی ہے اور دوسری بات جو اشتیاق اظہر صاحب نے یہاں پر جو allegations لگائی ہیں وہ ہیں ۔ جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کافی حد تک راجہ صاحب نے جو بات کی ہے وہ اس کا لب لباب ہے جو آپ کے چیمبر میں بات ہوئی ۔ اس میں میں صرف اتنا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ کیونکہ اس مسئلے پر وفاقی حکومت از خود ملوث نہیں ہے اور مسئلہ حکومت صوبہ سندھ کے ساتھ ہے ۔ لہذا ہماری اتنے دنوں سے یہ کوشش ہے کہ حکومت سندھ کے ساتھ یہ مسئلہ رولنگ کا اور ان کی پروڈکشن کا طے ہو اور وہ آئیں اور طے پائے اور اس کے اندر جو مختلف modalities ہیں ان کو طے پا لیا جائے اور کوششیں ہماری جاری ہیں اور ہمیں قوی امید ہے اس بات کی کہ کا کوئی نہ کوئی مثبت نتیجہ برآمد ہوگا۔ لیکن جہاں تک دوسرے allegations کا تعلق ہے

With the utmost respect, with the utmost of humility at my command with the utmost respect for my colleagues from the other side of the floor and in particular the one who has levelled these allegations, I would like to state on the floor of this House in categorical terms, on behalf of the Government that such

allegations are false, frivolous, mischievious, baseless, erroneous in fact and malafide in intent. There has been no forgification of any document and if you would recall the record of the proceeding of the Senate, you would recall that from the first day when the Senate met on the 15th, I have repeatedly been saying and I would not like to go into what my conversation with the Chairman have been because those are coversation in privacy of his chamber but I have always stated here and try to obey this subject with only one and one intention alone. So, as not to embarrass my colleague and I, still, will try and follow that path because I do not seek to embarrass anyone here but if such charges are pressed, if such charges are continued to be levelled against the Government then I shall be forced to come forth and layout the pattern that has been followed. And then it would be up to the people to judge as to whether there are any forgery or not. Thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman: What about these members who are under detention now.

Mian Raza Rabbani: Sir, in the very outset I said that since that is connected with the provincial government, we are making all our efforts to tie up the modalities and we are hopeful positive of results.

سید محمد فضل آغا: شکریہ۔ جناب چیئرمین میں آپ کو اور اس ہاؤس کی اور سپیشلی حکومت کے منتظموں کی توجہ اس خاص موضوع کی طرف دلانا چاہتا ہوں کل رات کے خبر نامے میں بھی اور آج اخباروں میں بھی ایک خوشخبری واپڈا کی طرف سے آئی ہے کہ اس وقت اوراس سال ملک کے اندر لوڈ شیڈنگ نہیں ہو رہی ہے کیونکہ پانی بھی بہت ہے اور باقی arrangement بھی صحیح ہے۔ لیکن میں ابھی کوئٹہ سے آیا ہوں اور پورے بلوچستان میں آٹھ سے لے کر دس گھنٹے تک لوڈشیڈنگ ہوتی ہے۔

Mr. Deputy Chairman: I know.

سید محمد فضل آغا، تو پھر آپ کو بھی پتہ ہے اور میں اس وقت گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس قسم کا سفید جھوٹ خبر نامے میں ------- کم از کم ان اتھارٹیز کو منع کیا جائے کہ عوام کو اس قسم کے دھوکے میں نہ رکھا جائے جبکہ وہاں پر لوگوں کا خانہ خراب ہو رہا ہے۔ زمینداروں کی مشینیں جل رہی ہیں، fluctuation ہے، voltage dropage ہے اور اس کے بعد یہی فصلوں کے دن ہیں۔ وہاں سارے سیزن میں ایک فصل ہوتی ہے۔ آپ کو بخوبی علم ہے لوگ چلا رہے ہیں، تین دن پہلے میری خود وہاں کے ایریا بورڈ کے چیئرمین سے ملاقات ہوئی، ان سے گزارش کی تھی کہ معاملات کو درست کیا جائے۔ لیکن یہاں یہ نیشنل نیوز پیپر میں یہ اس قسم کی خبریں دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صحیح فورم ہے اور گورنمنٹ کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ اس کا کچھ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، خان صاحب میں آپ کو عرض کروں گا کہ آغا صاحب نے فرمایا کہ خبر نامے میں یہ خبر آئی ہے جبکہ بلوچستان میں اس کے برعکس ہے اس کا جواب دیجئے گا۔

پروفیسر این ڈی خان، ہم نے یہ بات note down کی ہے اور آغا صاحب نے جن مشکلات کا بالخصوص بلوچستان کے حوالے سے جو تذکرہ کیا ہے اس سے پہلے بھی اس سلسلے میں پیش رفت بھی کی گئی کوششیں کی جا رہی ہیں، لیکن جہاں تک یہ خبر ہے کہ اس بات کے قوی امکان ہیں کہ انشا اللہ تعالیٰ اس برس ملک اور قوم لوڈ شیڈنگ کی مصیبت سے محفوظ رہ سکے گی یہ درست خبر ہے۔ یہ حکومت کی کوشش ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جہاں تک تعلق ہے لوڈشیڈنگ کا، بلوچستان کے بارے میں آپ انکوائری کر کے بتائیں۔ مجھے بھی علم ہے میرا گھر سبی میں ہے وہاں پر آگ برستی ہے وہاں پر بجلی نہیں ہوتی۔

Prof. N.D. Khan: With special reference to Balochistan, we will ask an enquiry.

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ جی جناب بشیر ترین صاحب۔

سردار بشیر احمد خان ترین، مہربانی چیئرمین صاحب پہلے اجلاس میں بھی این ڈی خان صاحب نے یہی تسلی دی تھی آپ کو یاد بھی ہوگا کہ بلوچستان والوں نے اس بات پر واک آوٹ بھی کیا تھا بلکہ میں تو یہی کہوں گا کہ میں اس کمیٹی کا چیئرمین ہوں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس طرح فضل آغا صاحب نے کہا کہ لوڈشیڈنگ ------شاید آپ کے پاس بھی وہ خط آیا ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی ہاں۔

سردار بشیر احمد خان ترین، وہاں چوبیس گھنٹے میں صرف چار گھنٹے بجلی دی جا رہی ہے اور بیس گھنٹے لوڈشیڈنگ رہتی ہے۔ اور یہی وقت ہے لوگوں کی فصلوں کا جنہوں نے کھیتیاں لگائی اور باغات لگائے۔ تو آپ کے نوٹس میں ------- شاید وہ رجسٹری آپ کے پاس بھی موجود ہو۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ پہلے بھی انہوں نے یہی کہا تھا کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ سارے ملک میں لوڈشیڈنگ ختم ہوگی۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ ہمارے محترم دوست نے کہا کہ سفید جھوٹ ہے میں کہتا ہوں کہ سفید جھوٹ نہیں بلکہ کالا جھوٹ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کالا جھوٹ کیا ہوتا ہے۔

سردار بشیر احمد خان ترین، جناب چیئرمین کیونکہ کمیٹی کا اجلاس دو تین دفعہ ہوا ہے اور خود ان میں گروپ بندی ہے واپڈا کے محکمے میں واپڈا کا چیئرمین کچھ چاہتا ہے منسٹر صاحب کچھ چاہتے ہیں۔ باقی لوگ کچھ چاہتے ہیں۔ یہ اپنے ملک کو تباہ کر رہے ہیں ہم زمیندار طبقے کو تباہ کر رہے ہیں۔ فیکٹریوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ پتہ نہیں ان کے ذہن میں کیا ہے ان کا کیا ایجنڈا ہے۔ ہماری سمجھ سے تو بالا تر ہے۔ جناب چیئرمین صاحب ہم آپ سے یہ فریاد کرتے ہیں۔ بلکہ ہم بار بار فریاد کرتے ہیں کہ ہماری بات سنی جائے خاص طور پر بلوچستان والوں کا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے سوائے زمینداری کے اور یہی دن ہیں اگر ایک ہفتے تک یہی لوڈشیڈنگ رہی تو میں کہتا ہوں کھیتیاں کو تو چھوڑو جن کے باغات ہیں وہ تو شاید بچ جائیں------

جناب ڈپٹی چیئرمین، سردار صاحب آپ نے اس گھمبیر مسئلے کو تین میٹنگوں میں اجاگر فرمایا اور آپ نے وہاں پر categoricaly اس چیز کو کہا جس میں ہم سب موجود تھے۔۔ آغا صاحب بھی تھے ہم سب تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب جس طرح خان صاحب نے ارشاد فرمایا ہے یہ کل یا پرسوں

ہمیں بتائیں یہاں پر آ کر دوبارہ کہ انہوں نے کیا انکوائری کی اور کیوں لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔

سردار بشیر احمد خان ترین، جناب چیئرمین صاحب انہوں نے پہلے بھی ----- اگر آپ کو یاد ہو، ہم لوگوں نے واک آؤٹ کیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم بتائیں گے بلکہ کریں گے ، میں کمیٹی کا چیئرمین ہوں مجھے سب position کا پتہ ہے آپ میری بات مان جائیں ، ان کا تو مسئلہ کچھ اور ہی ہے ' ان کا ایجنڈا کچھ اور ہی ہے ' ہم زمیندار لوگ ہیں تھوڑی بہت زمین ہے وہ بھی واپڈا کی مہربانیوں سے کبھی کہتے ہیں grid نہیں دیا جارہا ' ان کی اپنی یونین ہے ' ان کا آپس میں مسئلہ بہت گھمبیر ہوتا جارہا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ جناب چیئرمین صاحب ہم اس معاملے کو کمیٹی میں حل نہیں کرسکتے ہیں ' اول تو واپڈا والے بغیر پیسے کے کام نہیں کررہے ہیں اور انہوں نے باقاعدہ کاروبار شروع کیا ہوا ہے ' grid station سے لوگوں سے پیسے لے کر کہتے ہیں کہ آپ کے لئے فلاں جگہ کی بجلی بند کر کے فلاں جگہ دی جائے گی۔ بلکہ اب تو سیاسی طور پر یہ معاملہ ہو رہا ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب اگر خدانخواستہ اس کی طرف آپ فوراً توجہ نہیں دیں گے تو اس پر کافی ہرج ہورہا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ صحیح ہے ۔ جناب این ڈی خان صاحب۔

پروفیسر این ۔ ڈی ۔ خان ۔ جناب والا میں پھرگورنمنٹ کی پوزیشن کو reiteraate کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یاد ہے کہ جب اس مسئلے کو گزشتہ سے پیوستہ سیشن میں اٹھایا گیا تھا تو متعلقہ وزیر کو میں نے پوری طرح سے brief کیا تھا ان کی ہدایات پر واپڈا کے چیئرمین نے بلوچستان کا دورہ بھی کیا تھا اور یہ میں آپ کو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کے اوپر ہمارا common agenda ہے جو آپ کے problems ہیں وہ ہمارے بھی problems ہیں اور وجہ نہیں ہے کہ آپ کو اعتماد نہ ہو ' مجھے آپ دو دن دیجئے میں جو واپڈا کی updated position ہے ' جیسا کہ بلوچستان میں ' میں انشاء اللہ تعالیٰ پرسوں detail سے آپ کے سامنے پیش کروں گا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ سردار صاحب کو آپ پرسوں مل لیجئے گا ' وہ چیئرمین ہیں ۔ جی جناب عبدالرحمان صاحب۔

حاجی عبدالرحمٰن ۔ جناب یہ مسئلہ صرف بلوچستان کا نہیں ہے کہ آپ صرف ان سے پوچھتے ہیں ' ہمارے ہاں 48 گھنٹے سے بجلی نہیں ہے اور لوگ پینے کے پانی کے لئے بھی ترس

رہے ہیں ۔ نیوب دیل تو چھوڑیں جی ۔ پرانے مہربانی ہماری بھی کچھ سنیں ۔

پروفیسر این ۔ ڈی ۔ خان ۔ concern جو تھی وہ زیادہ بلوچستان کی طرف سے تھی اس لئے میں categorically .....

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much

جی بلور صاحب on point of order ۔

جناب الیاس احمد بلور ۔ میں ایک اہم بات آپ کی وساطت سے ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا ہوں ۔ جہاں تک تو ہمارے فنڈز کا تعلق ہے وہ تو اپنی جگہ پر ہیں یہاں پر ایک اور بڑا عجیب چکر چل گیا ہے ۔ جناب ہم لوگوں کو 5, 5 ڈیجیٹل telephone connections کے لئے الاٹمنٹ ہوتی ہے ۔ وہ ہم نے جو دینے ہیں ۔ وہ ہمیں specially opposition کو نہیں مل رہے ۔ میں ہاؤس کی وساطت سے اس بات کی طرف توجہ دلا رہا ہوں ۔ ہمیں جو ملے ہیں ۔ ہم نے جو sign کر کے جن لوگوں کو آگے دینے ہیں ۔ ان کو وہ کنکشن نہیں لگ رہے ۔ اجمل صاحب کو تو ملے نہیں ہیں اور جو پچھلے سال مجھے ملے تھے وہ کنکشن نہیں لگ رہے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اس دفعہ کسی کو بھی یہ 5 ، 5 PCO's نہیں ملے ۔ نمبر دو آپ نے فرمایا کہ آپ کو پچھلے سال ملے تھے اور جس جس کے لئے آپ نے recommend کیا وہاں نہیں لگے ۔ تو آپ اس کو باقاعدہ move کریں کہ کن کن اصحاب کے لئے آپ نے recommend کیا اور کیوں نہیں ہوا تاکہ ہم پھر گورنمنٹ سے پوچھیں ۔

جناب الیاس احمد بلور ۔ میں آپ سے یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں چند cases ایسے ہیں کہ مجھے ایک letter آیا جس میں یہ لکھا ہے کہ population جو ہے وہ three thousand نہیں ہے ۔ لیکن یہ census پاکستان میں ہوئے کب ہیں کہ population three thousand نہیں ہے وہ تو آج سے 14 ، 15 سال پہلے ہوئے تھے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جناب آپ اس کو باقاعدہ move کریں انشاء اللہ اس کو ہم لوگ take-up کریں گے ۔ شکریہ جناب ۔ جی جناب پروفیسر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ آپ کی اجازت سے محترم رضا صاحب کو اس طرف متوجہ کیا تھا

کہ کراچی کا مسئلہ بڑا اہم ہے۔ گورنمنٹ اور ایم۔ کیو۔ایم کی لڑائی بالکل الگ چیز ہے لیکن کراچی کا مسئلہ ایک ملک گیر مسئلہ ہے اور ہم یہ چاہیں گے کہ وزیر داخلہ صاحب اس سلسلے میں سارے حقائق یہاں پر ہمارے سامنے رکھیں۔ میں اخباری اطلاعات کی نہیں فی الحقیقت وہاں پر جو زیادتیاں ہو رہی ہیں اس کی اطلاعات ہمارے پاس بھی آ رہی ہیں۔ اس بارے میں حقائق جو ہیں وہ ایوان میں آنے چاہئیں۔ میں یہ کہوں گا کہ آپ اس معاملے میں ایک proper statement پوری معلومات جمع کر کے ایوان کے سامنے رکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ تو وزیر داخلہ صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ

He will come prepared with all sections on the floor of the House within two three days. He has categorically informed the House also Thank you very much. Next item is Privilege Motion No.4. Ch. Anwar Bhinder sahib

PRIVILEGE MOTIONS

RE: RELEASE OF FUNDS FOR DEVELOPMENT SCHEMES

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to raise the question of breach of the privilege of the members of this House. The Ministry of Local Government and the Rural Development has deliberately not released the funds for the execution of the development schemes of the Senators in spite of repeated assurances of the Law Minister and the Leader of the House. Both of them had assured the House that the schemes submitted by the Senators would be funded and executed irrespective of their party affiliations and that Rs. 25 lacs would be released for the execution of the schemes of each Senator in the first harlf of the year and the remaining 25 lacs will be released in the later half of the year. The funds have not so far been released for the schemes of most of the Senators with the result that they are facing humiliation in the areas, where the

schemes are to be executed. The officials of the Ministry have thus committed a grave breach of the privilege of the members of the Senate which requires the intervention of this House.

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ پہلے آپ پوچھیں کہ وہ جواب کیا دیتے ہیں۔

ملک محمد قاسم ۔جناب میں اپوز کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔جی وہ اپوز کرتے ہیں ۔ چلئے جناب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔جناب والا میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلہ میں جناب سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ جب ہم پچھلے سال منتخب ہو کر آئے تھے تو اس وقت 1993,94 کے لئے ۲۵ لاکھ روپیہ دیا گیا تھا اور جو پورے سال میں سینیٹرز تھے ان کو ۵۰ لاکھ دیا گیا تھا ۔ اس کے بعد وہ اسکیمیں دی گئیں اور جناب اقبال حیدر صاحب کے کہنے کے باوجود کہ فنڈز lapse نہیں ہوں گے پھر کہہ دیا گیا کہ فنڈز lapse ہو گئے ۔ اس کے بعد اگلا سال آ گیا اور اس وقت کہا گیا کہ ۲۵ لاکھ تو آپ کو ۳۱ دسمبر تک دیا جائے گا اور بقایا ۲۵ لاکھ جو ہے وہ ۳۰ جون تک دیا جائے گا ۔لیکن جناب والا وہ اسکیمیں ابھی تک معرض التواء میں پڑی ہیں ایک پیسہ تک نہیں دیا گیا اور release نہیں ہوا اور ہر روز یہ وعدہ کیا جاتا ہے ۔اقبال حیدر صاحب تو وعدہ کرتے کرتے ہی چلے گئے ۔اس کے بعد ہمیں پورا پورا اعتماد تھا کہ لیڈر آف دی ہاؤس کی بات کو حکومت کم از کم پوری وقعت دے گی لیکن اس کو بھی جناب والا کوئی وقعت نہیں دی گئی اور اس کو بھی جناب والا درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ اس سے وعدہ خلافی کی گئی ہے میں عرض کروں گا کہ اس سے ایک سنگین صورتحال پیدا ہوئی ہے اور اس چیز کی کوئی پروا نہیں کرتا۔

جہاں تک لوکل گورنمنٹ کا تعلق ہے وہ تو اوپر سے کوئی directions لیتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ جناب ہم بے بس ہیں ۔ محکمہ اپنے آپ کو بے بس کہتا ہے جب ہم ان سے رابطہ کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اختیار میں کچھ نہیں ہے خدا را جس کے اختیار میں ہے وہ تو کوئی statement دے اگر کسی وزیر کے اختیار میں نہیں ہے تو وزیر اعظم صاحبہ خود ہی یہاں تشریف لے آئیں اور خود ہی یہ اعلان فرما دیں اور لیڈر آف دی ہاؤس بھی competent نہیں تو پھر خود تشریف لے آئیں اور خود کہہ دیں کہ تم کو نہیں دیں گے اور ان کو دیں گے ۔ ہم

جناب والا لوگوں کو کہہ دیں کہ ہمیں کچھ نہیں ملتا لیکن یہ تو بڑی ستم ظریفی ہے جناب والا ! کہ علاقوں میں ہم کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کی اسکیم دے دی اور وہ اسکیم آج تک منظور نہیں ہوئی ہے اور نہ کوئی رقم دی جاتی ہے ۔اور جناب والا ! یہ کہہ دیں کہ آپ کو کچھ نہیں ملے گا اس سے کوئی حرج نہیں ہے یہ discrimination کردیں کہہ دیں ہمیں اعتراض نہیں ہو گا لیکن خدا را سچ تو بولئے صحیح بات تو کیجئے تا کہ ہم بھی صحیح بات آگے کرسکیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ شکریہ جناب ۔جناب ملک قاسم صاحب آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے ۔

ملک محمد قاسم ۔جی ہاں جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جی ارشاد جی۔

ملک محمد قاسم ۔ جناب میں چوہدری صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں سچ بول رہا ہوں اور چوہدری صاحب کا یہ کہنا کہ قاسم کو بھی نہیں ملے ۔

It would show that everybody is treated at par . There is no differentiation or discrimination but the real fact is, Sir, that the Ministry of Local Government and Rural Development releases fund for development schemes out of the Peoples' Programme Budget as per policy of the Federal Government According to the Cabinet decision, each Senator was allocated now when I say each Senator Mr Chairman, it includes the Senators sitting on this side of the House as well as the Senators sitting on that side.

Mr. Deputy Chairman: Well, that letter also came to everybody and we all received that letter.

کہ آپ کے پاس ۲۵ لاکھ کی اسکیموں کے ہیں آپ نشاندہی فرمائیں ۔

Malik Muhammad Qasim: Each Senator was allocated 2.5 million for the first half of the current financial year for sponsoring developmental schemes under the Peoples Programme. Actually why Chaudhry Sahib is feeling

this thing, I shall let you know, Sir. Actually they are disturbed because the Cabinet has brought in a scheme of its own. According to Government that scheme would be doing more useful work and will be more effective. Let me be very frank Sir, I am not doing anything like that. The point is that some times it was found that the MNAs and the Senators, I would not use the word Senators but it was found that the representatives of the people who were giving their schemes was being done on account of personal reasons or because they wanted to please certain people or things like that and therefore, it was decided by the Cabinet that there should be a District Social Action Board which should hold a meeting and all the schemes, which are recommended by the Senators or for that matter by the MNAs or the MPAs or anybody else should go to the District Social Board and it would be the discretion of the District Social Board whether to accept the scheme recommended by the Senators and the MNAs or whether to reject that but that money would be utilized in those very areas and that

Mr. Deputy Chairman: On the recommendation of the same Senator.

Malik Muhammad Qasim: No, if that Senator is a member of the Social Action Board that naturally it should be on his recommendation also but if the Senator is not a member of that Board then it would be at the recommendation of that Board.

Mr. Deputy Chairman: Meaning, thereby Malik Sahib that the authority is the Social Action Board...

Malik Muhammad Qasim: Authority to recommend is the Social Action Board.

Mr.Deputy Chairman: They can accept or reject the scheme

Malik Muhammad Qasim: They can reject or they can accept that ...

آپ ایسے نہ کریں بات ہو جو رہی ہے وہ بتا رہا ہوں---

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: Please sit down and let him complete his statement.

ملک محمد قاسم۔ جہاں تک چوری کا تعلق ہے ۔ کسی بھی قسم کا سسٹم ہو اگر چوری کرنی ہو تو وہ کی جاسکتی ہے اور اگر سسٹم جیسا بھی ہو Social Board ہو یا Social Board نہ ہو

I personally think that Social Board ... I am not saying that it has become successful. It all depends what will happen, it all depends on the experience it all depends how the work would be done but it is a fact of life. Sir that when the Social Board was not there and the recommendations were being made on behalf of the members alone, at that time they know very well and we know also very well what was happening with the developmental schemes and

یار آپ بات سنو...

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Sartaj Aziz Sahib then Gichki Sahib and then Yahya Bakhtiar Sahib. I give the floor to Sirtaj Aziz Sahib. I am watching from here I can see everybody.

جناب سرتاج عزیز۔ سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ Social Action Board کی appointment پر میرا Privilege Motion pending ہے پچھلے سیشن سے اسے اسکے ساتھ ملایا جائے۔ ہم نے اس میں بنیادی بات ہی یہ کہی تھی کہ Social Action Board

کی appointment ہماری privilege کو violate کرتا ہے کیونکہ Social Action Board کی composition totally political ہے اس میں جو ruling party ہے یا وہاں District کے لیڈر یا کوئی candidate جو defeated تھے ------ گورنمنٹ کی رولنگ پارٹی ہے یا وہاں کے ضلعی لیڈر یا جو ہارے ہوئے امیدوار تھے وہی ہیں اور اپوزیشن کی کوئی نمائندگی نہیں ہے ۔ اس میں جو پرانا طریقہ کار تھا اس کے مطابق ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی تھی لیکن اس میں تمام سینیٹرز ، ممبران قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی ممبران تھے۔ اس میں کوئی discrimination نہیں تھی کہ ایک پارٹی کے لوگ شامل ہوں اور دوسری کے نہ ہوں ۔ ممکن ہے 20 ، 40 کیسوں میں کوئی ان کو ذاتی دشمنی نہ ہو سینیٹرز یا ممبران قومی اسمبلی سے اور وہ ان کے کیسوں کو پاس کر دیں ۔ لیکن جہاں اگر ان کی لوکل rivalry ہے کہ وہ ان کا مخالف امیدوار ہے اگلے الیکشن میں یا ان کے ساتھ ان کا مقابلہ ہوا ہے تو کوئی صورت نہیں کہ وہ اس کی سکیمیں پاس کریں گے اس لئے اس قسم کے political structure میں جو وہ اس ساری سکیم کی نفی کرتا ہے اور جو پرانا طریقہ کار تھا وہ اس سے کہیں بہتر تھا ۔ آپ اس کی آڈٹ رپورٹ آڈٹ جنرل سے پڑھ لیں ۔اس میں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی ہے اور جو سکیمیں بنتی ہیں ۔ department سے implement ہوتی ہیں اس میں کوئی political influence استعمال نہیں ہوتا ۔ انہوں نے صرف ان چیزوں کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے لئے کیا ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ یہ جو پروگرام ممبران پارلیمنٹ کی منظوری کے لئے ہے اس کا سوشل ایکشن پروگرام کے بجٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ رقوم سوشل ایکشن پروگرام کے بجٹ سے پوری نہیں ہوتیں ۔ اس کے بارے میں ورلڈ بینک اور دوسرے ادارے بھی اس بات پر متشوش ہیں کہ انہوں نے اس پروگرام کو سیاسی بنایا ہے ۔ چونکہ ہمارے زمانے میں یہ سوشل ایکشن پروگرام شروع ہوا تھا اور کنسورشیم میں 1991-92 میں یہ یقین دہانی دی گئی تھی کہ جو selection mode ہوگا وہ objective criteria پر ہوگا ۔ جو سٹاف کی بھرتی ہوگی وہ غیر سیاسی وابستگی پر ہوگی ۔ ان ساری چیزوں کی انہوں نے نفی کر دی ہے نہ صرف ان سکیموں کے لئے بلکہ سوشل ایکشن پروگرام کو بجائے خود انہوں نے زیادہ سیاسی بنایا ہے جس کی وجہ سے اس کی افادیت ، اس کی implementation صحیح نہیں ہوگی ۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ایک تو جو دیہی آبادی کی متعلقہ کمیٹی ہے اس میں یہ پوری تفصیل لائیں کہ کن کن ممبران پارلیمنٹ نے

کتنی سکیموں کی سفارش کی ہیں اب تک کونسی منظور ہوئی ہیں ۔ اب تک کتنی pending ہیں اور میرے پاس ڈیٹا موجود ہے کہ جس میں آپ دیکھیں گے کہ سرکاری پارٹی کے لوگوں کی disburse تک ہو گئی ہیں اور اپوزیشن کی ابھی تک منظوری نہیں ہوئی ہے ۔ میں نے یہاں پر question دیا تھا کہ سوشل ایکشن بورڈ کا composition دیں تو وہ کہہ رہے کہ information is awaited ابھی تک وہ سوال دوبارہ نہیں آیا حالانکہ میں نے دوبارہ submit کیا ہے ۔ تو وہ معلومات کہ سوشل ایکشن بورڈ کے چیئرمین کون ہیں اور composition کیا ہے وہ بھی اس کمیٹی میں لائیں تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہ سب کے سب سرکاری پارٹی کے لوگ ہیں اور اپوزیشن پارٹی کا کوئی نمائندہ نہیں ہے ۔ اس لئے واقعی اس سے ممبران پارلیمنٹ کا استحقاق مجروح ہوتا ہے لیکن اس کو بجائے استحقاق کمیٹی کو بھیجنے کے جو لوکل گورنمنٹ کی کمیٹی ہے اس میں بھیجا جائے for more detailed investigation تاکہ یہ جو بات کر رہے ہیں وہ investigate ہو سکے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب گھکی صاحب ۔

جناب منظور احمد گھکی : جناب والا میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں اس جانب سے اور اس جانب سے دونوں پارٹیوں کا رویہ غیر مناسب ہے ۔ ان کے دور میں ہمیں ۵۰ لاکھ روپے دئے گئے اور ان کے ممبران کو ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے دیئے گئے تھے ۔ اب ان کے دور میں سوشل ایکشن بورڈ بنا دیا گیا ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سوشل ایکشن بورڈ کی combination کیا ہے وہ سمجھ میں نہیں آتا یعنی وہ لوگ کہ جن کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ کون لوگ ہیں وہ سارے سوشل ایکشن بورڈ میں موجود ہیں اور اگر حکومت نے ہر کام سوشل ایکشن بورڈ کے ذریعے سے کرنا ہے تو از راہ مہربانی اس فنڈ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے ۔ سینیٹرز سے یہ کہا جائے کہ جی ہم آپ کو فنڈز نہیں دیتے ۔ یہ تو مذاق ہے اس ہاؤس اور سینیٹرز کے ساتھ ۔ ان دونوں کا رویہ ہمارے ساتھ ایک جیسا ہے ۔ ہم حیران ہیں کہ کس پر بھروسہ کریں ۔

پچھلی مرتبہ بھی ان کے دور میں یہی ہوا ہے اب ان کے دور میں بھی یہی ہو رہا ہے کہ جی سوشل ایکشن بورڈ اور فلاں فلاں ۔ ہمیں سیکرٹری صاحب نے یہ کہا ہے کہ جی جو سال گزر چکے ہیں ان کے فنڈز آپ لوگوں کو نہیں ملیں گے وہ lapse ہو گئے ہیں حالانکہ قصور ممبران کا نہیں ہے ۔ قصور جو ہے وہ سرکاری اہلکاروں کا ہے ۔ ممبران نے تو اپنی سکیمیں دے دی ہیں اب

اگر وہ lapse ہو گئے ہیں تو وہ ان کی وجہ سے ہو گئے ہیں ہماری وجہ سے تو نہیں ہوئے ہیں ۔ پھر یہاں floor of the House چوہدری غفور نے کہا تھا کہ یہ lapsable fund نہیں ہے ۔ اس کے بعد اقبال حیدر صاحب نے کہا کہ جی یہ lapsable fund نہیں ہے۔ مین تو نہیں سمجھتا کہ جب floor of the House ایک Minister assurance دیتا ہے ۔ تو یہ on behalf of the cabinet, on behalf of the government ہوتا ہے۔ لیکن اس کے بعد ہوتا کیا ہے جب local bodies کی meeting ہوتی ہے ۔ تو یہ کہا جاتا ہے کہ We are not responsible to the assurance given by the Minister اور ہم اس کی ذمہ داری نہیں لیتے ہیں۔ تو یہ مذاق ہے۔ یہ کوئی صحیح طریقہ نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی۔ عبدالرحیم صاحب نے کافی دیر سے ہاتھ کھڑا کیا ہوا ہے۔ جناب عبدالرحیم مندوخیل۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ملک قاسم صاحب جو لیڈر آف دی ہاؤس ہیں اور جنہوں نے یہاں بار بار commitment کی ہے اور وہ Anti-corruption Committee کے چیئرمین بھی ہیں۔ وہ گورنمنٹ کی طرف سے ایسے جواب دیتے ہیں کہ حقائق انہوں نے study ہی نہیں کئے۔ جناب والا! اس committee کے ہم ممبرز ہیں۔ Local Government کے گچکی صاحب ممبر ہیں، میں ممبر ہوں بہت سے ہمارے محترم دوست ممبر ہیں ۔ حقائق میں آپ کو بتاتا ہوں۔ حقائق یہ ہیں جناب والا! کہ ۹۴۔ ۱۹۹۳ء کے جو funds تھے اس میں آپ لسٹ منگوا لیں میں نے ایسا question بھی کیا ہے۔ آ جائے گا اس کا جواب ۔ اس میں گورنمنٹ پارٹی کے ممبران کو تمام fund خواہ وہ پچیس لاکھ والے تھے۔ خواہ وہ پچاس لاکھ والے تھے ۔ دونوں گورنمنٹ پارٹی کے حمایتی یا ممبران سب کو ملے۔ یہ اچھی بات ہے کہ یہ بات بہت صحیح ہے کہ انہوں نے question کیا اور ان کا ریکارڈ آپ اس ہاؤس میں مانگنا چاہتے ہیں ایسے کریں مجھے پندرہ منٹ کا ٹائم دیں۔ میرے پاس تمام documents پڑے ہیں میں ان کو دے دوں ۔

جناب والا! نمبر۔۱ دوسری بات اپوزیشن کے تمام ممبران تمام document صحیح آنے ان کے تمام documents صحیح ہونے کے باوجود ایک لفظ استعمال کیا گیا سولہ جون ۱۹۹۴ء کو جو

میٹنگ ہوئی یہ آپ اپنا ریکارڈ منگوائیں۔ اس اپوزیشن کے تمام ممبران سے without exception انہوں نے کہا کہ maintenance certificate لے آؤ۔ ۱۶ جون کو maintenance certificate طلب کئے۔ جبکہ گورنمنٹ پارٹی کے کسی ممبر سے یہ طلب نہیں کیاگیا اور پھر یہ واپس صوبے کو بھیجا گیا۔ اور ۱۶ تاریخ سے ۲۰ جون تک کوئی دس پندرہ دن بنتے ہیں اور پھر انہوں نے کہا کہ تمہارے تمام funds lapse ہو گئے ہیں۔ یہ ہیں facts۔ یہ ہیں گورنمنٹ پارٹی کے اور Government Secretariat کی یہ position۔ نمبر۔۲ جناب والا! ۹۴-۱۹۹۵ء کی بات آئے ۔جناب والا! ذرا۔

Mr. Deputy Chairman: Please. Malik Sahib.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ ۹۴-۹۵ء میں کیا ہوا سینٹ کے fund کو پچیس لاکھ پر رکھ دیا اور جب ہم نے پوچھا کہ کیوں سینٹ کا fund پچیس لاکھ انہوں نے وقتی طور پر الفاظ استعمال کئے کہ پہلی قسط چھ مہینوں والی پچیس لاکھ دوسری قسط بھی -------- اب میں یہاں ملک قاسم صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا ۹۴-۹۵ء کے لئے--------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ملک صاحب سنیں جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ میرے خیال سے ملک صاحب توجہ نہیں دے رہے۔ یہ جو پچیس لاکھ انہوں نے الفاظ استعمال کئے ۔ جناب والا! کہ چھ مہینے کی قسط میں ذرا پوچھتا ہوں اس ہاؤس میں کہ وہ بتائیں ۹۴-۹۵ء کے آیا سینٹ کے پچاس لاکھ ہیں یا نہیں یہ پھر بعد میں جواب دے دیں۔ مجھے علم ہے کہ انہوں نے سینٹ کے پچیس لاکھ باقاعدہ ختم کئے ہیں اور پھر ان کے ممبران کو جو باقی پچیس لاکھ کا ملا ہے۔ یہ انہوں نے سینٹ کا ۲۵ لاکھ کا compromise کر کے یعنی سینٹ کو قومی اسمبلی کے مقابلے میں پارلیمنٹ کے دونوں Houses میں قومی اسمبلی کے پچاس لاکھ اور سینٹ کا انہوں نے ۲۵ لاکھ رکھ دیا ہے۔ ملک صاحب کو اس کا جواب دینا چاہئے وہ کاغذات دیکھیں یا میٹنگ کر کے دیکھیں کہ اصل حقیقت کیا ہے تیسری بات جناب والا Social Action Board کی بات ہے ' ملک صاحب یہاں کہہ لیتے ہیں اور ہمارے سب بزرگ کہہ لیتے ہیں کہ جی corruption ہوئی۔ میں request کرتا ہوں اس House کو کہ آپ ایک کمیٹی بنائیں کہ آیا جو فنڈز ممبران نے recommend کئے اس میں کتنی corruption ہوئی ہے تاکہ اس کے بعد معلوم ہو کہ Social Action Board میں آپ

نے جن لوگوں کو رکھا ہے وہ کون ہیں۔ پارلیمنٹ کے ممبران' سینٹ اور قومی اسمبلی کے ممبران پہ اعتماد نہیں ہے Social Action -Board جیسا کہ سرتاج عزیز صاحب نے فرمایا Social Action Board میں کون ہیں آپ کو علم ہے' میں ایک معمولی مثال دیتا ہوں۔ ہماری پارٹی کی جناب والا' بلوچستان میں' کوئٹہ کی قومی اسمبلی کی سیٹ ہماری ہے محمود خان اچکزئی' پشین کی سیٹ ہماری ہے حامد خان اچکزئی' ژوب کی سیٹ ہماری ہے اعجاز خان جوگیزئی' سینٹ میں' میں ہوں اور سینٹ کے ہمارے اکرم شاہ صاحب بی سے ہیں۔ پانچ ہم پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ چار ہمارے صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ آپ تمام صوبے کے اس آدھے حصے میں بتائیں کہ جب ہم ممبر ہیں' ہماری پارٹی کا کون سا شخص کس Social Action Board میں آپ نے رکھا ہے۔ یعنی نہیں رکھا آپ نے۔ کیوں اس کے معنی کیا ہیں victimization کے کیا معنی ہوتے ہیں انتقامی کارروائی کے کیا معنی ہیں پارلیمنٹ میں ہمارے پانچ ممبر اور ان تمام اضلاع میں ہمارے سینٹ کے اور قومی اسمبلی کے ممبر بورڈ میں نہیں ہیں اور ان ضلعوں میں جناب والا' Social Action Board کے کون لوگ ہیں ملک صاحب جیسے شخص کہتے ہیں کہ corruption ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ آپ یہ corruption نہیں دیکھ سکتے۔ اتنی بڑی corruption کہ Social Action Board میں آپ ایسے لوگوں کو رکھیں اور representatives کو نکال دیں اور یہاں آ کے سینٹ میں جناب کھڑے ہو کر انہوں نے کہا کہ ہم جواب دیں گے' میرا خیال یہ تھا کہ ملک صاحب واقعی مسئلے کو settle کر لیں گے۔ تو میری عرض یہ ہے جناب والا' کہ یہ actually ہمارا privilege بنتا ہے اس کو Privilege Committee میں پیش کیا جائے اور اس کے بارے میں جناب والا' واقعتاً گورنمنٹ کی جو غلط کارروائی ہے اس کو condemn کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ Thank you, very much جناب یحییٰ بختار صاحب ۔۔۔

بہت دیر سے انہوں نے کہا تھا' آپ ملاحظہ فرمائیں ناں جی۔ ان کو آپ دیکھیں ناں جی' شروع سے ہی کہہ رہے ہیں۔۔۔(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین ، ٹھیک ہے جی سب۔ I can see from here, I can see and

I have noted کچکی صاحب تو خواہ مخواہ ناراض ہو کر چلے گئے تھے۔ I know جی جناب یحییٰ بختیار صاحب the floor is with you sir ۔

Mr. Yahya Bakhtiar: It has a complaint also, nothing to do with Social Action Programme of Malik Qasim's local bodies. I have been allocated one crore ninty lac, so far for three years. I have placed every penny at the disposal of Balochistan High Court's Chief Justice to set up a first class library for the lawyers in High Court, because High Court, Lahore High Court, Peshawar High Court they have good libraries for lawyers. We have none. After that the money has been stopped. What is the reason for that? Library has been set up, books have been imported but I have nothing to do to give them more funds. Social action programme.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ابھی بول رہے ہیں، بول رہے ہیں بھائی، بولنے تو دو ان کو۔

جناب یحییٰ بختیار۔ وہ کہتے ہیں تعلق کیا ہے دو سال سے مجھے کچھ نہیں ملا، ۱۹۹۲ء کے بعد مجھے کچھ نہیں ملا اور پیسہ ہائی کورٹ کو direct جاتا ہے ۔ کسی طرف نہیں جاتا، local body کی طرف نہیں جاتا۔ میں نے request کی ہے یہاں سے direct جائے گا ان کے پاس، پھر بھی ہمیں پیسہ نہیں مل رہا ہے، کیوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ Thank you جی، جی مسعود کوثر صاحب۔

سید مسعود کوثر۔ شکریہ جناب چیئرمین، میں اس لیے آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ میرا بھی ایک ضلع سے تعلق ہے اور میں Social Action Board کا چیئرمین ہوں۔ یہاں پہ بہت سی ایسی باتیں کی گئی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پہلی بات تو جناب والا، یہ ہے کہ کیوں سوشل بورڈ بنانے کی ضرورت پڑی۔ میں مختصراً کہوں گا میں ان کی طرح لمبی تقریر نہیں کروں گا ۔ کیونکہ پارلیمنٹ میں مختصر اور up to the point بات کرنی چاہیئے ۔ نمبر ۱۔ جناب والا یہ ہے کہ پچھلے تجربے سے یہ پتہ چلا ہے کہ نیشنل اسمبلی کے ممبران صاحبان سینیٹرز، صوبائی اسمبلی کے ممبران صاحبان، لوکل باڈیز کے ممبران کی وجہ سے بعض اوقات بعض schemes کی duplication ہو جاتی تھی کہ ایک شخص نے پرائمری سکول وہاں بنایا ہے ۔

سینیٹرز نے بھی وہی recommend کیا ہے ۔ ایم ۔ این ۔ اے نے بھی وہی کیا ہے ۔ صوبائی اسمبلی کے ممبر نے بھی کیا ہے ۔ ڈسٹرکٹ کونسل نے کیا ہے تو اس سے duplication پیدا ہوگئی اور ایک ہی جگہ چار چار پرائمری سکول بن گئے جہاں پر ضرورت نہیں تھی۔ نمبر۲۔ دوسری بات یہ ہے جب بھی drinking water scheme کوئی ٹیوب ویل لگاتا تھا اگر وہاں پر ڈسپنسری بناتا تھا' کوئی اگر وہاں پر سکول بناتا تھا تو اس کو بعد میں چلانے کے لیے سٹاف کی ضرورت ہوتی تھی ۔ وہ محکمہ جو اس کو take over کرے اس کی consent کی ضرورت ہوتی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سینکڑوں سکول پڑے رہے ۔ سینکڑوں ٹیوب ویل پڑے رہے ۔ نہ اس کو ڈسٹرکٹ کونسل accept کرتی تھی نہ میونسپل کمیٹی کرتی تھی تو اس سے ان تمام چیزوں کا ضیاع ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی وجوہات تھیں شاید ملک صاحب نے یہ بھی درست کہا ہو کہ چند ایک جگہوں پر کوالٹی بھی اچھی نہیں تھی لیکن بنیادی مقصد سوشل ایکشن بورڈ کا یہ ہے کے جتنے بھی ہیں وہ ex-officio members تمام اس ڈسٹرکٹ کے Heads ہیں ۔ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ' سی این ڈبلیو کے ' ایجوکیشن کے ' یہ ایک بات ہے ۔ تیسری بات یحییٰ بختیار صاحب نے یہ کہی ہے کہ یہ کوئی خیراتی ادارہ نہیں ہے کہ آپ کسی جگہ بھی اس پیسے کو لگا سکتے ہیں ۔ اس کے لئے چار شقیں ہیں تعلیم' ہیلتھ' پاپولیشن ویلفیئر اور آبنوشی کے منصوبے شامل ہیں۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ جہاں آپ چاہیں لیکن جس مقصد کے لئے آپ کو پیسے دیئے گئے تھے اسلیے یہ جو بورڈ قائم کیا گیا ہے اور آخری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں ۔ میرے ڈسٹرکٹ میں نیشنل اسمبلی کا جو ممبر ہے اس کے خلاف میں نے الیکشن لڑا تھا لیکن وہ اس بورڈ کا ممبر ہے ۔ میں اس فلور پر کہتا ہوں ۔ اس نے جب اپنی سکیمیں دی ہیں تو میں نے انہیں منظور کیا ہے ۔ یہ بالکل غلط ہے کہ اپوزیشن کے ممبران کی نہیں کی گئیں----

(بہت سی آوازیں question, question)

Syed Masood Kausar: All right . I have finished it .

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ سن لیں۔

سید مسعود کوثر۔ ایک بات میں نے یہ کہی ۔

Now they do not have the patience. No.2 Sir, as far as the Constitution of the

Social Action 'Board is concerned, I can say about my own district that all the MPAs, all the MNAs and all the Senators are the member of the Social Action Board and if they collectd.........

یہ رحیم خان صاحب سینیٹر بیٹھے ہیں - ان کی سکیمیں ہم نے منظور کی ہیں - جواد صاحب وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جواد صاحب کی سکیمیں ہم نے منظور کی ہیں - یہ بالکل غلط بیان کرتے ہیں اور

They must appologise that the statement which they have given is incorrect and they must withdraw it. Thank you very much

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بس جی ' ایک سیکنڈ مجھے گزارش کرنے دیں۔ پلیز آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب میں آپ کو ایک document دینا چاہتا ہوں 94-1993 کا اور ابھی پورے ہاؤس کے سامنے اس سائیڈ کو میں جھوٹا ثابت کروں گا یہ ہمیں جھوٹا کہہ رہے ہیں - میں ان کو ابھی ریکارڈ سے جھوٹا ثابت کروں گا - جناب نام سنتے رہیں۔ پنجاب۔ اعتزاز احسن ۲۵ لاکھ روپے حامد رضا گیلانی ۲۰ لاکھ بارہ ہزار روپے۔ احسان الحق پراچہ ۲۴ لاکھ ۲۹ ہزار روپے - جہانگیر بدر ۲۵ لاکھ روپے - کنیز فضہ جونیجو ۲۵ لاکھ روپے - شفقت محمود ۲۵ لاکھ روپے - یہ پنجاب سے ہیں ان کو دئیے اور کسی کو نہیں دئیے - سندھ سے یہ صحیح لسٹ لوکل گورنمنٹ کی میرے پاس ہے وہ ہماری کمیٹی میں مسئلہ چل رہا ہے ملک صاحب نے assurance دی مجھے افسوس یہ ہے کہ ملک صاحب اتنے بزرگ آدمی ہیں اور بہت کلیم کرتے ہیں اور آج سے ایک سال پہلے 94-1993 میں انہوں نے ہمیں assurance دی تھی کہ یہ پیسے سب کو ملیں گے اور میں جناب ابھی لسٹ آپ کو پڑھ کر سنا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں ہو گیا - میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

سید محمد فضل آغا۔ نہیں ہوا جناب سندھ کا سن لیں جی - عبدالغفار جتوئی ایک منٹ مجھے پڑھنے دیں جناب۔ جناب مجھے fact کو ریکارڈ پر لانے دیں تاکہ یہ پتہ چلے کہ اس ہاؤس میں جھوٹ کون بول رہا ہے۔ یہ ہمیں جھوٹا ثابت کر رہے ہیں آج میں ریکارڈ پر ثابت کردوں گا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

Malik Muhammad Qasim: because he was naming the Senators from the Punjab. He did name me. I was telling the truth and I still ---

سید محمد فضل آغا۔ جناب پھر سے سن لیں سندھ سے عبدالغفار جتوئی صاحب ۵۰ لاکھ روپے جام کرار الدین صاحب ۵۰ لاکھ روپے ۔ فدا حسین ڈھیرو ۲۵ لاکھ روپے ۔ صفدر علی عباسی ۲۵ لاکھ روپے۔ ان کے اس وجہ سے ہیں کہ پچھلے سال یہ مارچ میں آنے تھے اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو نئے سینیٹرز آنے ہیں ان کو ۲۵ لاکھ اور جو پورے سال کے ہیں وہ ۵۰ لاکھ روپے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اصل میں یہ ساری چیزیں آ جائیں گی۔

سید محمد فضل آغا۔ علی نواز شاہ ۲۵ لاکھ روپے۔ حسین شاہ راشدی ۲۵ لاکھ روپے ۔ آگے چلئے صوبہ سرحد مسعود کوثر ۲۲ لاکھ روپے ۔ مولانا سمیع الحق صاحب ۲۵ لاکھ روپے۔ گلزار احمد خان ۱۰ لاکھ روپے ۔ میر افضل خان ۱۲ لاکھ روپے ۔ انور سیف اللہ خان ۴۸ لاکھ روپے ۔ اس کے بعد فاٹا میں چلتے ہیں ۔ ملک فرید اللہ خان ۴۴ لاکھ پچاس ہزار روپے ۔ ملک نور شیر خان آفریدی ۵۰ لاکھ روپے۔ حاجی گل شیر آفریدی ۲۴ لاکھ اٹھاسی ہزار روپے ۔ حاجی عبدالرحمان ۲۵ لاکھ روپے ۔ حاجی گل خان ۲۵ لاکھ روپے۔ آگے بلوچستان میں جی۔ حافظ حسین احمد ۳۲ لاکھ پچاس ہزار روپے ۔ منظور احمد گچکی ۳۰ لاکھ پچاس ہزار روپے ۔ جاوید مینگل ۲۵ لاکھ روپے ۔ ڈاکٹر عبدالحئی بارہ لاکھ پچاس ہزار روپے ۔ سیف اللہ خان پراچہ ۱۵ لاکھ روپے ۔اب بتائیے اس میں کس طرف سے آدمی ہیں۔

(ہاؤس میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

(The House was adjourned for prayers)

(The House reassembled after Maghreb prayer)

Mr. Deputy Chairman: Yes , Massod Kausar Sahib .

Syed. Masood Kasuar : Sir, I was discussing the composition of the Social Action Board. I did refer to the money which Yahya Bhakhtiar had given to High Court Library and I said this could not have been done because there are only four subjects on which the money under Social Action Board can

be spent. But then later on, Mr. Yahya Bakhtiar told me that he had received a special permission from the competent authority and that is why he could have sent that demand. I just wanted to clarify the position.

سید محمد فضل آغا - جناب میں ابھی اپنی statement ختم نہیں کی۔ میں نے گزارش یہ کرنی تھی کہ ۹۳-۱۹۹۲ کی وہ لسٹ جن کو پیسے release کئے تھے آپ کے سامنے پڑھ کر سنا دی اور اس کی کاپی بھی آپ کو دے دوں گا جس سے یہ واضح طور پر ثابت ہوا کہ جو اپوزیشن کے سینیٹرز ہیں، کسی ایک کو بھی پیسے نہیں دیئے گئے ۔ جناب والا! condition یہ تھی کہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۳ تک ساری سکیمیں دی جائیں ۔ وہ سکیمیں انہوں نے ۱۲ جون کو scrutinize کیں تھیں اور ان کی مرضی کے مطابق جن کے approval ہو بھی گئے تو جو اپوزیشن کے لوگ تھے جن کی سکیمیں administratively approve ہو گئیں تھیں اور approval کی چٹھی ہمیں مل بھی گئی ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ۱۲ جون کو سینیٹرز کی سکیمیں approve کیں تھیں اور ان کے فنڈز release کر دیئے ہیں اور جو اپوزیشن کے جو سینیٹرز ہیں، جن کی سکیمیں بد قسمتی سے approve ہو بھی گئی تھیں ان کے فنڈ release نہیں کئے ۔ جس میں میں خود بھی شامل ہوں اگر آپ چاہیں تو وہ document بھی ریکارڈ پر لا سکتا ہوں اور ۹۳-۱۹۹۲ کے لئے جناب ملک قاسم صاحب نے اور جناب محترم اقبال حیدر صاحب نے اس ہاؤس میں ہمیں assurance دی تھی اور یہ کیس اب بھی Assurance کی Committee میں ہے جس کا میں خود چیئرمین ہوں اس میں under process ہے اور لوکل گورنمنٹ کے ہمارے تین چار پچھلے ڈیڑھ سال میں sessions ہو چکے ہیں اور یہ information بھی ان کے through ہمیں ملی ہیں لیکن انہوں نے کہا ہے کہ جی وہ پیسے lapsable تھے ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جن سینیٹرز کی سکیمیں administratively approve بھی ہو گئیں لیکن وہ چونکہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں تو ان کے فنڈز انہوں نے withhold کئے۔

Next میں ۹۳-۱۹۹۲ کی طرف آتا ہوں ۔ ۹۵-۱۹۹۴ میں انہوں نے اس سال کے شروع میں statement دیا تھا کہ آپ اپنی schemes دے دیں اور ۲۵ لاکھ روپے دسمبر سے پہلے اور ۲۵ لاکھ روپے دسمبر کے بعد ہم آپ کو release کریں گے۔ ہم نے فوراً ہی جولائی میں اپنی

schemes دیں اور اب سال ختم ہونے کو ہے اگر آپ دیکھ لیں تو majority of the opposition senators کو ان کی سکیموں کے لئے فنڈز نہیں ملے۔ انھوں نے اس سال کے شروع میں statement دیا تھا کہ آپ اپنی schemes دے دیں ۔ ۲۵ لاکھ روپے دسمبر سے پہلے اور ۲۵ لاکھ دسمبر کے بعد ہم آپ کو release کریں گے ۔ ہم نے فوراً ہی جولائی میں اپنی schemes دیں اب سال ختم ہونے کو ہے اور اگر آپ دیکھ لیں تو majority opposition's senators کی ہیں ان کی schemes ابھی تک scrutinize نہیں ہوئی ہیں ۔ یہاں پر میں ذکر وہ بھی کروں گا کہ جناب مسعود کوثر صاحب نے ایک point raise کیا ہے جو کہ بالکل irrelevant ہے اور مجھے نہیں سمجھ آتا کہ کہ مسعود کوثر جیسے پڑھے لکھے آدمی اس فلور آف دی ہاؤس پر اس طرح کی بات کس طرح کرتے ہیں۔ کیونکہ جو five point پروگرام چلا آ رہا تھا یا اس کےبعد پیپلز پارٹی کا پیپلز پروگرام آیا یا اس کے بعد تعمیروطن کا پروگرام آیا اس کے بعد پھر اب پیپلز پارٹی کا پیپلز ورکس پروگرام آیا ہے۔ تو ہماری دونوں گورنمنٹ کے درمیان چاہے وہ five point پروگرام تھا' چاہے تعمیر وطن پروگرام تھے سینٹرز اور ایم این اے اپنی سکیموں کو identify کرتے تھے۔ پروانشل گورنمنٹ کے respective agencies اس کو certify کرتی تھی۔ اس کے بعد پلاننگ ڈیپارٹمنٹ آف صوبائی حکومت اس کی estimate اور feasibility یہ ساری باتیں work out ہو کر صوبائی حکومت کی وہاں پر جو ڈیویلپمنٹ کمیٹی تھی اس سے منظور ہو کر، پھر فیڈرل گورنمنٹ میں آتی تھی۔ پھر فیڈرل گورنمنٹ میں لوکل گورنمنٹ کی کمیٹی میں وہ پراسیس ہوتے تھے اور اس کے بعد جا کر سکیم کی منظوری ہوتی تھی اور اس کے اوپر ایک شرط یہ بھی تھی' صوبائی حکومت کی بھی اور مرکزی حکومت کی بھی' جب تک صوبائی گورنمنٹ کے پاس sanction نہ ہو تب تک وہ تعمیرات نہ کرائی جائے۔ اور میں پورے بلوچستان میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایک بھی ایسی بلڈنگ نہیں بنی ہے جو کہ صوبائی گورنمنٹ کے پاس پہلے ہی منظوری نہیں تھی اور اس stock اور recurring expenditure جو کہ صوبائی حکومت کے ذمہ ہوتا ہے وہ منظوری پہلے ہی ہوتی تھی۔ صوبائی گورنمنٹ اس سکیم کو آگے جانے ہی نہیں دیتی تھی جن کے لئے پہلے سے منظوری نہیں ہوتی تھی چاہے پرائمری سکول ہو' مڈل سکول ہو' ہائی سکول ہو یا ہسپتال ہو' لہذا یہ کہنا غلط ہے۔

یہ کہنا ملک صاحب کا کہ ایم این اے اور سینیٹرز نے فنڈز کو misuse کیا ہے۔ یہ صحیح

ہے کہ فنڈز تب بھی پیپلز پارٹی کے دوران misuse ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنے جیالوں کے ذریعے ڈسٹرکٹ بورڈ جو بنائے تھے اس کے ذریعے کیا تھا۔ اور میرا پچھلا ایک سوال تھا کہ پچھلے tenure میں پیپلز پارٹی کوئی بھی سکیم پورے پاکستان میں جو ان کے tenure میں پیپلز پروگرام کے تحت جو اس وقت feasible ہے اس کی لسٹ ہمیں دی جائے اور انہوں نے ہمیں کہا کہ معلومات اکٹھی کر رہے ہیں۔ آج تک اس ہاؤس میں وہ انفارمیشن نہیں آئی۔ لیکن میں آپ کو وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ پانچ نکاتی پروگرام جو جونیجو صاحب کے دوران حکومت میں ہوا تھا تب کی ہر سکیم آج بھی موجود ہے اور اس میں stone ماربل لگے ہوئے ہیں کہ سکیم کب ہوئی ہے اور اس کے بعد تعمیر وطن کے جو پروگرام آئے تب بھی یہی ہوتا رہا ہے۔ صرف انہیں نے یہی نہیں کیا یہ جو سوشل ایکشن پروگرام ہے پرسوں رات یعقوب خان کا ٹی وی پر انٹرویو آرہا تھا تین ارب روپے انہوں نے سوشل پروگرام کے ہیڈ میں رکھے ہوئے ہیں----------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ دیکھیں تقریر نہیں کرنی۔

سید محمد فضل آغا۔ بہت سارے الزامات لگائے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یہ پریویلج موشن ہے ------

سید محمد فضل آغا۔ جناب آپ میری بات سنیں ------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے سن لی ہے آپ کی بات۔ ساری بات سن لی ہے آپ نے بات کرنی ہے admissibility پر بات کرنی ہے اس کے لئے میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔

سید محمد فضل آغا۔ جی میں وہی بات کر رہا ہوں کہ پریویلج ہمارا اس لئے breach ہوا ہے کہ اس سوشل ایکشن بورڈ جو انہوں نے بنائے ہیں۔ میں پشین سے تعلق رکھتا ہوں۔ ابراہیم خان صاحب ابھی ذکر کر بیٹھے ہیں۔ ہمارے ضلع میں سے کوئی بھی representative ایم این اے سینیٹر جو اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہو۔ اس بورڈ میں شامل نہیں ہے اور اس ہاؤس میں آپ کے سامنے اس قسم کے حقائق بھی آئیں گے کہ انہوں نے ہمارے نام کے آگے اپنی سکیمیں منظور کروائی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ پچھلے سال کے تو ۹۳-۱۹۹۴ء کے تو ہمارے پورے پیسے ہڑپ کر گئے ہیں اور وہ سوشل پروگرام میں دے رہے ہیں اس کے بعد جو پچاس لاکھ کی جو کمٹمنٹ تھی چھ مہینے گزر گئے انہوں نے ہمیں کوئی پیسے نہیں دیئے ہیں۔ اور اس کے بعد اب چھ

مہینے ختم ہونے کو ہیں اس پچیس لاکھ میں بڑی مشکل میں---

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔

سید محمد فضل آغا: تو میں سمجھتا ہوں کہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے کتنی دفعہ اس پلیٹ فارم پر assurance دی ہیں۔ ملک قاسم نے بھی دی ہیں۔ جناب اقبال حیدر صاحب نے assurance دی تھی ، تمام منسٹرز نے assurance دی ہے اور اب یہ assurance fulfil نہیں ہوئی تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ finalise کر رہے ہیں انہوں نے زکوۃ فنڈز کے بورڈ کو بھی توڑ کر اپنے لوگوں کو وہاں پر ڈال دیا ہے۔ بیت المال کے بورڈ کو بھی توڑ دیا ہے۔ وہاں اپنے لوگوں کو ڈال دیا ہے۔ یہاں سوشل ایکشن پروگرام میں کوئی پڑھا لکھا آدمی نہیں ہے کوئی انجینئر نہیں ہے۔ اپنے جیالوں کو کھپانے کے لئے ہمیں خراب نہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے بات کر دی ہے بس تشریف رکھیں۔ اب دیکھیں ایسا ہی ایک اور پریولیج موشن ہے بالکل identical ہے۔ جناب فتح محمد صاحب۔ پریولیج موشن نمبر ۵ جناب فتح محمد خان صاحب۔ میں دونوں کو سن کر اپنا فیصلہ دوں گا۔

ii) RE:EXECUTION OF SCHEMES FROM SOCIAL ACTION BOARD

Mr. Fateh Muhammad Khan: I beg to move that this House may take immediate cognizance of this Act of Social Action Board for fraudulently executing various schemes against the funds allocated to me under the Poeples Programme for the year 1994-95. The district Social Action Board has given a public notice in Daily 'Mashriq' , Peshawar of 1st of April, for 18 schemes to be executed out of the funds allocated to me stating that these schemes had been recommended by me. This is a total fabrication. I have not recommended even one out of these 18 schemes. In fact , I had written to the Secretary, Ministry of Local Governemnt and Rural Development clarifying my position. This is a clear violation of my privilege as a Senator.

Mr. Deputy Chairman: Who will oppose it.

(interruption)

Mian Raza Rabbani: If you want to go strictly according to the rules, then the entire proceedings except for the portion which relates to the mover moving the Privilege Motion should be expunged and

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: No, I have allowed everybody. Please.

Mian Raza Rabbani: Sir, you can not restrict the Government side to ...

Mr. Deputy Chairman: Everybody was speaking also from this side....

Mian Raza Rabbani: No, Dr. Sher Afghan wanted to speak

Mr. Deputy Chairman: Masud Kausar Sahib spoke Manzoor Gichki spoke....

(interruption)

Prof. N.D. Khan: Sir, one should have no objection whether Raza Rabbani dealing with the situation or Dr. Sher Afghan....

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: The floor is with Mr. Fateh Muhammad Khan.

جناب فتح محمد خان ۔ میرا privilege تھوڑا دوسرے privileg motion سے مختلف ہے۔ میں یہ privilege اس لئے نہیں لایا کہ مجھے پیسے نہیں دیئے گئے، فنڈز نہیں دیا گیا' اس کی بنیادی وجہ یہ البتہ کہ میں فنڈز کے پہلے دن سے خلاف تھا چونکہ یہ ایک مارشل لاء کی پیداوار ہے

اور مارشل لاء نے لوگوں اور ممبروں کو پیسے پر ڈالنے کا یہ ایک طریقہ اپنایا ہوا تھا۔ اس لئے میں اس وقت بھی خلاف تھا اگر آپ میری 85، 86، اور 87، کی speeches نکال کر دیکھ لیں تو اس وقت بھی میں نے اس کی سخت مخالفت کی تھی یہ جو پیسوں والا سلسلہ آپ شروع کر رہے ہیں اس سے صرف ممبر نہیں بلکہ ساری قوم corrupt ہو جائے گی۔ اس لئے میں تو سراسر ان فنڈز کے خلاف ہوں چونکہ یہ ایک غلط چیز ہے اس لئے غلط چیز کا خود مطالبہ کرنا کہ مجھے بھی یہ چیز دے دیں۔ مجھے صرف اعتراض اس بات کا ہے کہ مجھے ایک خط Ministery of LocalGovernment and Rural Development Peoples Programme نے بھیجا ہوا تھا وہ میں آپ کو تھوڑا سا پڑھ کر سناتا ہوں۔

Peoples programme, administrative approval 1994-95. I am directed to convey the administrative approval of the President of the Islamic Republic of Pakistan to the execution of the following sechemes at a total estimated cost of Rs 25 Lakh through the executive agency indicated against each as approval in the Federal Development Committee meeting held on 24-11-1994.

15-1-1995 کو مجھے یہ خط ملا۔ بجائے اس کے کہ میں privilege motion لاتا یا میں سیکریٹری کو لکھتا۔ میں نے وہاں پر خود جا کر District Chairman سے بات کی کہ آپ ایسا کریں کہ اس میں سے میرا نام نکال کر باقی اسکیم جو ہے اس کو تقسیم کردیں تو اس نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے کر لیں گے۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس کا کیا ہوا تو اس نے کہا کہ کر رہے ہیں۔ پھر میں نے تین چار دفعہ اس سے پوچھا تو کہہ رہا تھا کہ ٹھیک ہے نام نکالیں گے۔ آخر میں انہوں نے "مشرق" اخبار میں یہ tender notice advertise کیے اور کھلا میرا نام لکھا ہوا ہے کہ سکیم ہوئی ہے۔ یہ میرے نام سے ہے District Social Action Board, Swat اور اوپر میرا نام لکھا ہوا ہے فتح محمد خان سینیٹر۔ اور نیچے سکیم ساری غلط ہے۔ مجھے سارا اعتراض اس چیز پر ہے کہ میرے نام پر غلط سکیم ڈال دی گئی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ نے identify نہیں کی تھی۔ آپ نے اپنی جو کی تھی وہ اور تھی۔

جناب فتح محمد خان۔ ان میں سے میں نے کوئی بھی سکیم نہیں لی تھی اور انہوں نے میرے نام پر وہ سکیم ڈال دی تھی اس لئے میں نے privilege motion دی ورنہ میں privilege motion کا شوقین نہیں ہوں ۔ سارے ساتھیوں کو اس بات کا پتہ بھی ہے میں کبھی اس قسم کے privilege motion نہیں لایا کہ فلاں جگہ پولیس والوں نے مجھے تنگ کیا ۔ فلاں جگہ مجھے ٹکٹ نہیں ملا ۔ فلاں جگہ مجھے جہاز میں نہیں بیٹھایا گیا ۔ فلاں جگہ بیوروکریٹ نے مجھے ٹائم نہیں دیا ۔ جب ہماری قوم کا کسی کا کوئی حق نہیں ہے تو ہمارا حق کیا ہو سکتا ہے ۔ جب یہاں پر ایک دن میں مارشل لاء لگا کر پوری پارلیمنٹ کی چھٹی کر دیتے ہیں اور جو پرائم منسٹر ہوتے ہیں ان کو بھی پھانسی پر چڑھا دیتے ہیں ۔ تو اس کے بعد ہم یہ کیسے یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہمارا حق بنتا ہے اور دوسرے اس کے علاوہ اگر ہم اپنے حق کی بات کرتے ہیں تو باقی لوگ کہتے ہیں ہمیں کون پوچھے گا ۔ ہمیں کیا حق مل رہا ہے۔ اور آج کل تو حالات ایسے بن رہے ہیں کہ میرے ملک کے جتنے لوگ ہیں سب کے جو تھوڑے بہت حقوق ہیں وہ بھی غصب ہو جائیں گے اور آزادی بھی سلب ہو جائے گی ۔ پتا نہیں کہ ہم خانہ جنگی کی طرف جا رہے ہیں یا ملک کو تڑوانے کا کوئی سلسلہ ہو رہا ہے۔ حالات اتنے خراب ہو رہے ہیں کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے ۔

میں یہ نہیں کہتا کہ صرف ایک پارٹی پیپلزپارٹی ۔ مسلم لیگ یا کوئی اور خراب کررہی ہے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ہم سارے مل کر اس کو خراب کر رہے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اپنا فرض پورا نہیں کررہا ۔ اپوزیشن کا فرض یہ ہوتا ہے کہ جب وہ الیکشن میں ہار جاتے ہیں تو وہ اپوزیشن میں بیٹھ کر تعمیری تنقید کر لیتے ہیں ۔ majority کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ اپنے معیاد کو پورا کرے ۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہم یہاں پر ان کی majority ہے لیکن streets میں لوگ کہیں گے کہ ہم جاکر باہر گلیوں میں یہ کہیں کہ یہاں پر ان کی اکثریت ہے اور لوگ کہیں گے کہ ہم ان کے خلاف ہیں یہ بات میں درست تسلیم نہیں کرتا اس لئے کہ اگر ہم ان کے خلاف بات کریں تو لوگ کہتے ہیں کہ پھر آپ کی کیا حیثیت ہے آپ کو بھی تو لوگوں نے بھیجا ہوا ہے اور آپ بھی تو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اس وجہ سے حالات دن بدن خراب ہو رہے ہیں ان دونوں پارٹیوں سے یا جو پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے لوگ ہیں ان کے علاوہ باہر جو لوگ ہیں اور وہ ایسا کام کر رہے ہیں اور ایسے حالات پیدا کررہے ہیں کہ ہر جگہ پر کسی نہ کسی مخصوص پارٹی نے قبضہ کیا ہوا ہے اور وہاں پر انہوں نے اپنے ایک قسم کے گینگ بنائے ہوئے

ہیں اور وہاں پر ٹریننگ ہوتی ہے اور باقاعدہ تربیت ہوتی ہے ۔اس سے میرے خیال میں ملک کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے تو مجھے جس بات کی فکر ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے اس عمل سے جو ہم اپنے حق کے لئے کہتے ہیں تو ہمارا جو بنیادی فرض ہے ہم فرض کے لئے کیا کچھ کررہے ہیں ۔ کتنی توجہ ہم اپنے فرض پر دے رہے ہیں ۔ پارلیمنٹ کے ممبر کی حیثیت سے ہم کس انداز سے سوچ رہے ہیں کیا ہم پارٹی بازی کے انداز سے سوچ رہے ہیں یا ہم ملک اور قوم کے لئے سوچ رہے ہیں کیا ہم سیاست کو تجارت سے پاک سمجھنا چاہتے ہیں یا قومی خدمت کی غرض سے کررہے ہیں یا اپنے فائدے کے لئے اور پیسے کمانے کے لئے کر رہے ہیں ۔تو میری یہ ہی گزارشات تھیں جن کے لئے میں نے اپنے ساتھیوں کو تکلیف دی ۔اور اپنی معروضات پیش کیں ورنہ میں نہ تو Privilege Committee کے حق میں ہوں اور نہ آپس کے جھگڑے اور لڑائی کے حق میں ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔۔ پہلے ان کو بول لینے دیں جی ۔ آپ ایوز کرتے ہیں جی ۔ ٹھیک ہے جی فرمائیے جی ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا! بنیادی چیز یہ ہے جی کہ یہ لفظ Privilege جو ہے جناب والا !اس کا اگر آپ legal context میں مطالعہ کریں تو پہلے ہمیں ادھر جانا پڑے گا کہ Privilege ہے کیا کہاں بنتی ہے اور کیا ہے تو اس کو میں آج ٹیکنیکلی جاتا ہوں کہ اس میں جو یہ ہر روز مسائل لے آتے ہیں کہ میرا Privilege مجروح ہو گیا فلاں کا استحقاق مجروح ہو گیا فلاں جگہ جا رہا تھا یہ ہوا ۔آج ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ Privilege ہےکیا جو صورتحال ہے وہ یہاں پیش ہو جاتی ہے ۔اور ہمارے معزز ایوان کا بہت سارا وقت یہاں اس بات پر صرف ہو جاتا ہے ۔میں آپ کی توجہ MN Kaul کے صفحہ ۱۹۲ کی طرف دلاتا ہو ں اس کا ماڈرن لینگویج میں بڑی خوبصورتی سے احاطہ کیا گیا ہے

in interpreting these privileges, therefore, regard but they have to the general principle that the privileges of Parliament are granted to Members in order, they may be able to perform their duties in Parliament without let or hindrance

اب بات یہ ہے کہ یہ استحقاقات جو ممبروں کو دیئے گئے ہیں یا دیئے جاتے یا مستعار لیے جاتے ہیں یہ بنیادی طور پر جو فرائض یہاں پہ آ کر وہ ادا کرتے ہیں as a member of Parliament تا کہ

وہ صحیح معنوں میں ادا کر سکیں ان کا دوسری چیزوں سے کوئی تعلق نہیں اس کی بنیاد یہ ہے اب بات یہ ہوتی ہے کہ اسی طریقہ سے یہ Rules of Procedure frame ہوئے ہیں تو اس میں آپ اگر رول ۶۲ اس کی سب رول ۱، ۲، ۳، ۴ پڑھیں تو اس میں clear cut یہ specified ہے کہ کیا ہو not more than one question shall be raised کہ ایک سوال ہو گا اس کے بارے میں جو استحقاق ہے آپ کا دوسرا کیا ہے۔ The question shall relate to the specific matter کہ ایک خاص مسئلے سے منسلک ہو گا اور وہ فوری طور پہ جتنی جلدی ہو convene ہو sitting میں اور یہاں پہ کیا جانے۔ The matter shall be such as requires the intervention of the Senate کہ یہ اس معزز ایوان کی مداخلت اس میں درکار ہو اس سے concerned ہو۔ اب چوتھی بات The question shall not reflect on the اب بات یہ ہے کہ let us look into the Constitution اس نے احاطہ کیا ہے۔ کہ ممبرز کی privileges کیا ہیں اس نے prescribe کیا ہے اور یہ Constitutional prescription is the supreme ۔

Article 66 says:-

"Subject to the Constitution and to the Rules of Procedure of Majlis-e-Shoora (Parliament), there shall be freedom of speech one privilege. that is proteced on the floor in Majlis-e-Shoora, and no member shall be liable to any proceeding in any court -- irrespect of anyting said or any vote given by him in Majlis-e-Shoora or Parliament-

کہ ووٹ جو دیا جانے کا یہ protected ہے۔ یہ اس کی privilege ہے یہ اس کا حق ہے یہ استحقاق ہے چاہے وہ جسے دے دے، چاہے وہ opposite party کو دے دے، کسی کو دے دے، جس قسم کی تقریر کرے

And no person shall be liable irrespective of the publication by or under the authority of Majlis-e- Shoora of any report, paper, posts and proceedings these are the privileges constitutionally, which have been adopted from the other constitutions either they have abrogated or they have been replaced by 1973 Constitution. Now, Article 66 clause (2) is very clear cut that in other respects

the powers , amenities and privileges of Majlis-e-Shoora and privileges and amenities of members of Parliament shall be such as from time to time be defined by law. This is very specific thing that which will be its interpretation in the law and until so defined

جب تک وہ اعلان نہ ہو

shall be such as were immediately before the commencing day. commencing of our Constitution is 14 August, 1973, enjoyed by the National Assembly and the committees thereof and its members.

اب بات سیدھی سی ہے کہ 1947 میں Indian Independence Act کے تحت ہاؤس آف کامنز کی جو مراعات تھیں وہ adopt کی گئیں ۔ پھر 1956 Constitution کے تحت ، پھر 1962 میں پھر in the interim Constitution of 1972 پھر اس کے بعد the same provision has been incorporated in 1973 Constitution اب ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ where is that Act which defines اور وہ موجود ہے کہ salaries, allowances and privileges Act of 1974 is very much clear cut اور وہ جو کچھ بتاتا ہے وہاں پر ساری چیزوں کا اندراج ہے ۔ آئین کی آرٹیکل 66 کی کلاز (2) کہتی ہے be defined by law, it was defined in 1974 ہمارے بلوچستان سے ایک معزز رکن نے بڑی خوبصورتی سے ایک بات کی تھی

that allocation has been done by the current budget in 1994-1995 allocation of two or three billions in concern with the development programmes. Either this is a law

کہ انہوں نے سہارا لینے کی کوشش کی تھی جس کے متعلق آپ نے کہا تھا کہ انہوں نے بات کہہ دی ہے ۔ اس کے ساتھ ایک ہی point connected ہے کہ آیا اس طریقہ کار سے

it fulfils all the requirements of a law which has been prescribed in Article 66 Clause (2)

کیا اس کے خیال سے یہ صورتحال بن جاتی ہے کہ یہ استحقاق declare ہو چکا ہے ۔ اصل میں بات یہ ہے ۔ جہاں تک سینیٹر فتح محمد خان صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے

correctly he has described the same situtation was faced by the House of Commons in 1945 after demonstrations in World War-II The question was raised by certain honourable members

کہ آپ ہمیں مخصوص فنڈ مختص کریں تاکہ وسیع پیمانے پر جو علاقہ تباہ و برباد ہوا ہے اس میں کام کروایا جا سکے کیوں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے سیوریج سسٹم، سڑکیں وغیرہ بنواؤ۔ سر ونسٹن چرچل نے بڑے غصے سے ایک ہی فقرے میں اس تمام سلسلے کو منقطع کر دیا

He said it outrightly that I don't want to make my parliament corrupt

میں اپنی پارلیمنٹ کو اور ممبرز کو بدنام نہیں کرنا چاہتا۔ یہ بھی درست ہے۔ اب بات یہ ہے کہ

by law, by Constitution, by Rules of Procedure, by moral conduct, let them talk Let them hear the truth. We are unconcerned whether they get the money or not. This is a legal question. This is a constitutional question. It is a question referred to Rules of Procedure. It is against Constitution, what they are demanding .... It is not permitted by act of Parliament 74. It is against the Rules of Procedures where 62 does not permit to be discussed, debated It is my humble suggestion, such sort of a thing should not be brought in on this floor of the House. It is not a question of anything, it is just waste of time. If at all it is to be discussed, it is to be debated, it should be debated between the honourable Leader of the House and the Leader of the Opposition for these controversial matters otherwise it amounts to waste of time It is to disobey the Law and the Constitution of Pakistan. Sir, I will say it should be dropped all at once. It is not a privilege question. It does not constitute any breach of privilege.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں آ رہا ہوں اسی پر بات کریں گے ۔ مجھے بات

کرنے دیں - میرا privilege ہے - آپ تشریف رکھیں - جی ڈاکٹر صاحب - ملک قاسم صاحب آپ تشریف رکھیں -

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : جناب چیئرمین ' میں آپ کا مشکور ہوں کہ مجھے بھی آپ موقع عنایت کر رہے ہیں اس مسئلے پر - میں اتنی گزارش کروں گا پارلیمانی روایت میں یہ جو طریقہ کار رکھا گیا ہے ممبران پارلیمنٹ کے لئے فنڈز کا مختص ہونا - یہ کہیں بھی نہیں ہے - یہ پارلیمانی روایت کے خلاف ہے - یہاں جو غیر جماعتی انتخابات ہوئے ہیں یہ اس کی پیداوار ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس دنیا کے اندر مسلمہ طریقہ یہ ہے کہ جو پارٹی برسراقتدار آئے ' اس کو اپنا پروگرام معیشت خود دینا چاہئے - اس کا فیصلہ سرکاری پارٹی کو کرنا چاہیئے - اصولی بات یہی ہے مگر یہاں ممبران کے لئے مسائل پیدا کرنے کے لئے ' مشکلات پیدا کرنے کے لئے اور ان کا جو اصل کام قانون سازی ' اس سے ان کی توجہ ہٹانے کے لئے یہ غیر جماعتی نظام کی پیداوار ہے - میرے نزدیک اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے - اس کی کوئی افادیت نہیں ہے -

دوسری بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں جناب والا کہ لجسلیٹر کو میرے نزدیک کرپٹ کرنے کے لئے یہ سلسلہ کیا ہوا ہے - لجسلیٹر اب مجبور ہیں اگر وہ کوئی ایماندارانہ رول ادا بھی کرنا چاہے تو ان کے فنڈز بند کر دیئے جاتے ہیں - یہ کونسا اچھا طریقہ ہے - یہ ناقص نظام ہے اور اس سے وسائل کا استعمال بھی غلط ہو جاتا ہے - یہ اپنے ووٹرز کے ۴' ۴ سکولز بناتے ہیں - ۵ ' ۵ ڈسپنسریاں قائم کرتے ہیں - جس بیچارے نے ووٹ نہیں دیا ہے یا اپوزیشن کا رول ادا کیا ہے اس کی حق تلفی ہو جاتی ہے - تو یہ کونسا انصاف ہے - میرے نزدیک اول تو اس کو ختم کرنا چاہیئے حکومت اور اپوزیشن دونوں کے لئے اور اگر بالفرض یہ مصیبت ہمارے گلے میں ہے تو پھر اس کا یکساں سلوک ہونا چاہیئے - استحقاق سب کا برابر ہے - یہ نہیں ہے کہ ایک کو ۲ کروڑ دے دو اور دوسرے کو ۲۰ لاکھ دو - بھائی اگر استحقاق کی بات ہے اگر ایوان کو خوار کرنا ہے تو پھر سب کے لئے یکساں ہوں - ایک اصول ہو - ایک طریقہ ہو - یہ جو سوشل ایکشن بورڈ کا طریقہ ہے یا جو تعمیر وطن کے حوالے سے مسلم لیگ کی حکومت نے کیا دونوں غلط ہیں - وہ بھی اپنے آدمی کو ۲ کروڑ دیتے تھے یہ بھی سوشل ایکشن بورڈ - ممبران' پارلیمنٹ کا استحقاق زیادہ ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : بات ہو چکی ہے - let me say something نہیں آپ

تشریف رکھیں ----

I will not allow anybody to speak. Please sit down After hearing both the movers Ch. Muhammad Anwar Bhinder and Mr. Fateh Muhammad Khan ,movers of the Privilege Motions No. 4 and 5, I hold both the motions in order and refer to the Standing Committee on Procedures and Privileges. Thank you very much. Now next Item is adjournment motions. First motion is by Muhammd Fazal Agha.

ADJOURNMENT MOTION

RE:RECRUITMENT OF FAVOURITE PEOPLE

سید محمد فضل آغا ۔ شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مین تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان کی معمول کی کارروائی روک کرفوری طور نوعیت کے لئے معاملے کو زیر بحث لایا جائے ۔ تھوڑا علاج بھی کرایا جائے کہ میں ہمیشہ زور سے بولتا ہوں۔ روزنامہ "خبریں" مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء کے اخبار میں خبر شائع ہوئی ہے کہ وزیر اعظم نے خالی آسامیوں پر پیپلز پارٹی کے جیالوں کے لئے پیپلز پارٹی کے ممبران اسمبلی سے سفارشی درخواستیں طلب کی ہیں۔ اور بھی زور سے پڑھوں وزیر اعظم سیکرٹریٹ کے Rerecruitment Wing کے مطابق بھرتی کے لئے اب تک ۲۶ ہزار سفارشی درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔ وزیر اعظم کے احکامات کے تحت پیپلز پارٹی کے ممبران اسمبلی اور پیپلز پارٹی کی اعلیٰ شخصیات کا ان سفارشی افراد کی وفاقی اور صوبائی حکومت کو خالی آسامیوں کی بھرتی کے لئے ۲۴ ہزار افراد کا target دیا گیا ہے۔ نامزدکردہ افراد کے ناموں کی لسٹ متعلقہ وزارتوں کو جاری کردی گئی ہے اور ان تمام سفارشی درخواستوں پر بھرتی کے لئے ۲۳ دسمبر ۱۹۹۴ء کا target دیا گیا ہے۔ لہذا اس خبر سے عوام میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کو فوری طور پر اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جی جناب این ڈی خان صاحب۔

Prof. N.D. Khan: I oppose.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ چلیں فرمائیے کچھ آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا ۔شکریہ جی ۔ مجھے پتہ نہیں این ڈی خان صاحب اس بات کو بھی oppose کیا جو ایک حقیقت ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ یہ ان کا حق ہے ۔ آپ بولئیے۔

سید محمد فضل آغا ۔ میں عرض کر رہا ہوں جی۔ وہ جو بھی حقیقت ہے۔ وہ ساری حقیقت سے انکار کرتے ہیں اور گزارش یہ ہے کہ یہ اخبار میں خبر آئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب۔

سید محمد فضل آغا ۔ اور ہم ان کی روش سے ان کے پچھلے ادوار میں بھی واقف ہیں کہ اسی طرح کا ایک سسٹم انہوں نے Placement Bureau کے through بنایا تھا۔ اور پورے پاکستان سے صرف اور صرف پیپلز پارٹی کے لوگوں کو انہوں نے Placement Bureau کے thorugh لگانے کی کوشش کی تھی اور لگائے ہیں وہاں پر آپ کے سامنے ریکارڈ موجود ہے۔اور دو ہزار آٹھ سو کے قریب تو Interior Minister صاحب نے اس floor پر خود بھی اقرار کیا تھا کہ اتنے لوگوں کو لگایا ہے۔ اور وہ ad-hoc پر تھے اور اس کے بعد ہم نے ان کو regularize کر دیا ہے ۔ اور اب بھی جب سے یہ آئے ہیں بھرتیوں کا سلسلہ جاری ہے ۔پہلے انہوں نے advertise کیا تھا کہ District Magistrate کے through جناب چیئرمین! آپ کی توجہ کا میں طلب گار ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔جناب' جناب فرمائیے۔

سید محمد فضل آغا ۔ کہ District Magistrate کے through پہلے آپ کو یاد ہو گا انہوں نے درخواستیں منگوائیں تھی اور وہ exercise ہوتی رہی ہیں۔ اور لوگ بھاگتے رہے ہیں دوڑتے رہے ہیں District Magistrates کے دفتروں تک پہنچتے رہے ہیں۔ جب وہ درخواستیں بے حساب وہاں جمع ہوگئیں اور اس کی Scrutiny میں مشکل پیش آئی تو اس کے بعد یہ policy revise کر کے ایک اور سسٹم شروع کر دیا کہ جی حبیب بینک کے through آپ درخواستیں جمع کراتے ہیں یہ سلسلہ چل پڑا کہ حبیب بینک کے through درخواستیں لوگوں نے جمع کیں۔ لیکن آج تک ہم سننے اور سمجھنے سے قاصر ہیں کسی بھی اخبار میں یا کسی بھی پیپلز پارٹی سے ہٹ

کے کسی بھی بندے کو interview call ملی ہو۔ کسی بھی Ministry میں کسی بندے کو کھپایا گیا ہو۔ اس کے برعکس آپ کو پتہ ہے کہ جب سے یہ آئے ہیں۔ پچھلے بیس مہینے میں ہزاروں کے حساب سے انہوں نے افراد کو بھرتی کر لیا ہے لیکن ان سب ہزاروں افراد میں صرف اور صرف ان کے جیالے شامل ہیں۔میں سمجھتا ہوں ان نوکریوں پر پورے پاکستانی عوام کا اس پر حق ہے اور اس پر باقاعدہ competition ہونا چاہئیے تھا۔ اور اس competition کے ذریعے بارہ کروڑ عوام میں سلیکشن ہوتی تا کہ ہمارے جو executive ہیں اور ہماری Administration کو تباہی سے بچایا جا سکتا ۔ اور پورے عوام کو صحیح معنی میں participation ملتی اور ان میں competition کرایا جاتا۔ اس میں غریب غربا،یتیم اور اس قسم کے جو class 4 سے تعلق رکھنے والوں لوگ ہیں۔ جن کے بچوں نے محنتیں کر کے بڑی مشکل سے اپنے پیٹ کاٹ کے ان بچوں کو پڑھایا ہے۔ان کی حق تلفی نہ کی جاتی ۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ اس طرح پوری قوم کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ جیسے باقی شعبہ جات میں آپ کوعلم ہے۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ موضوع ایسا ہے جس سے پوری قوم کی حق تلفی ہو رہی ہے ۔ اوز بالکل یہ Technically بحث کے لئے صحیح موضوع ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ oppose ہو چکا ہے آپ نے سنا نہیں ۔

سید محمد فضل آغا۔ Oppose انہوں نے کر لیا ہے۔ تو میر ی گزارش یہ ہے کہ اس کو اس قسم کے مسائل جو ہیں۔ اگر اس فورم پر اس قسم کے مسائل کو نہ اٹھا سکیں۔ پوری قوم کے حقوق کا تحفظ نہ کر سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس Houses کا ملنا جو ہے زیاں کی بات ہے اور مجھے امید ہے کہ Minister صاحب نے formally تو اس کو oppose کیا ہے لیکن حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اور اپنا پچھلا ریکارڈ بھی سامنے رکھتے ہوئے ۔ Placement Bureau کی روش کو سامنے رکھتے ہوئے اور موجودہ جو حقائق ہیں۔ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں ایک سیل بنا ہوا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو میں ممبران کا نام لے لوں ۔ تو ان سیل میں جو Scrutiny ہو تی ہے اور اس میں صرف اور صرف پیپلز پارٹی کے ورکرز کو کھپایا جا رہا ہے۔ یہ پوری قوم کے ساتھ زیادتی ہے۔ پوری قوم کے ساتھ ظلم ہے ۔ اور قوم کو ایک طرف گھسیٹا جا رہا ہے۔ سب کے حقوق

کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ مہربانی کر کے اس کو ہاوس میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جی این ڈی خان صاحب۔

پروفیسر این ڈی خان۔ معزز سینیٹر نے اپنے Adjournment Motion کے سلسلے میں جو contention لیا ہے اور جو arguments دئیے ہیں۔ میں غیر ضروری تفصیلات میں جائے بغیر جو اس سے قطعاً متعلق صورتحال ہے اس سے House کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ معزز سینیٹر کا یہ Ajdournment Motion ایک اخباری خبر پر مشتمل ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ اس خبر کی بنیاد پر معزز رکن جو ہیں mislead ہوئے ہیں اور جو بھی معلومات Floor پر فراہم کی گئی ہیں وہ قطعاً درست نہیں ہیں اور ضرورت نہیں تھی کہ پیپلزپارٹی کی ۱۹۸۸ء اور ۱۹۸۹ء کی گورنمنٹ کے حوالے سے بھی with reference of placement bureau یہ بات معزز رکن House میں اٹھاتے۔ جہاں تک سوال ہے ایسے الزامات کا جب حکومت کا unlawful dismissal ہوا تھا تو اس وقت بھی یہ الزام عائد کیا گیا تھا اور ان الزامات کی روشنی میں حکومت کے اہلکاروں کے اوپر references بھی file کئے گئے اور آپ نے دیکھا کہ عدالتوں سے ان references کو reject کیا۔ equit کیا گورنمنٹ کی functionaries کو تب اس کے merits and demerits میں placement bureau میں جانے بغیر جو موجودہ factual position ہے ground میں اس سے House کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔

یہ قطعاً درست نہیں ہے کہ کوئی کوٹہ سروسز میں سفارشوں کی بنیاد پر پاکستان پیپلزپارٹی کے MNAs or party officials or Prime Minister کی صوابدید پر ہیں۔ It is absolutely informal کوئی کوٹہ نہ ایم این اے کا ہے نہ office bearers کا ہے نہ وزیراعظم کا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ نے time and again assure کرایا ہے اخبارات کے ذریعے بھی نیشنل اسمبلی کے Floor پر بھی کہ ایک گریڈ سے لے کر ۱۵ گریڈ تک جو ۲۰ لاکھ آسامیاں وفاقی حکومت کے مختلف اداروں میں نکلی ہیں ان پر strictly rules and regulations اور میرٹ کے مطابق کام کیا جائے گا جو وزارتوں محکموں اور کارپوریشنز کے rules and regulations ہیں۔ میں اس Floor پر چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ایک بھی

employment in violation of the policy of the government which is based on merit.

which is based on the rules and regulations, which is based on the relevent conditions.

اگر آپ کے پاس ہے تو وہ لائیے۔ جہاں تک recommendations for recruitment against the posts ہے ایک سکیل سے لے کر ۱۵ تک' یہ بات میں دوبارہ دہرانا چاہتا ہوں کہ بہت centralized system کے تحت میرٹ پر ان کے اوپر عملدرآمد کیا جا رہا ہے اور Establishment Division کے پاس finally آنے سے پہلے clearance ہوتی ہے۔ متعلقہ کارپوریشن سے، محکموں سے اور ساتھ ہی ساتھ ہدایتیں اس سلسلے میں واضح طور پر دی جا چکی ہیں کہ کوئی کوٹہ سسٹم نہیں ہے۔ صرف qualifications کے مطابق نوکریاں دی جائیں۔ معزز رکن نے اپنے Adjournment Motion کے حوالے سے جس اخبار سے strength derive کی ہے جب cabinet کے سامنے یہ مسئلہ لایا گیا تو خود حکومت نے واضح طور پر publicly اس کی تردید کی۔ جنگ کے ایک تراشے سے میں آپ کو پڑھ کے سنانا چاہتاہوں کہ ارکان قومی اسمبلی کی سفارش پر پچاس ہزار جیالوں کی بھرتی نہیں کی گئی ہے' ترجمان اسٹیبلشمنٹ ڈویژن۔ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے ایک ترجمان نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ خصوصی سیل کے ذریعے پیپلزپارٹی کے ارکان قومی اسمبلی کی سفارشات پر پچاس ہزار جیالوں کو نوکریاں دی گئی ہیں اور بنیادی پے سکیل ایک سے پندرہ تک کی بھرتی کے دوسرے اور تیسرے مرحلے کو ملتوی کر دیا گیا ہے۔ ترجمان نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ بھرتی کے سلسلے میں مقررکردہ میرٹ پر سختی سے عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔ اور اس نظام میں حکمران پارٹی کے اراکین پارلیمنٹ کی سفارشات کی کوئی شق نہیں رکھی گئی ہے۔ ترجمان نے مزید کہا کہ مرحلہ وار پروگرام کے تحت ۲۲ ہزار آسامیاں جو کہ ایک سے پندرہ گریڈ تک پر کی گئی ہیں اس کے لیے پچاس ہزار تقرریوں کی خبر من گھڑت ہے۔ ترجمان نے کہا ہے کہ دوسرے اور تیسرے مرحلے کو ملتوی بھی نہیں کیا گیا ہے۔ تو publicly اخباری خبر کی بنیاد پر اسٹیبلشمنٹ ڈویژن نے clarification بھی دیا ہے اور میں پھر آپ کے توسط سے ہاؤس کو assure کرانا چاہتا ہوں کہ Jobs کے سلسلے میں recruitment کے سلسلے میں جو سنٹرل گورنمنٹ کی پالیسی ہے جو کارپوریشن اور [illegible]ں کے رولز اینڈ ریگولیشن ہیں۔

in a strict conformity of the rules and regulations which are prescribed, the jobs have been given on merit. There is no "Jiala" there is no quota, there is no Cell in

Prime Minister's House wherein you can say that we are guiding that he should be appointed and he should not be appointed. As far there in the newspapers merits are to be enumerated and the candidltes are free to appear before the Selection Boards and the jobs are given and will be given in accordance with the policies, adopted by the corporations, divisions and the Central Governemnt I assure you without any politics, without politicising this issue very fairly and firmly and honestly I am telling the facts which are in the ground. Thank you

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وزیر صاحب کے سٹیٹ منٹ کے بعد آغا صاحب آپ اسے پریس کریں گے۔

سید محمد فضل آغا۔ میں کچھ عرض کروں گا۔ پروفیسر صاحب بات کر لیں میں بعدمیں بات کر لوں گا۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں این۔ ڈی خان صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں اور انہوں نے بہت تعدی کے ساتھ چیلنج کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں پرسنلائز سیاست کا قائل نہیں ہوں اور میرا دس سالہ ریکارڈ آپ کے سامنے ہے لیکن میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں ایک چیف منسٹر نے خود مجھے بتایا کہ ہم ففٹی پرسنٹ ملازمتیں اپنی پارٹی کے ایم این اے، ایم پی اے کی سفارش کے اوپر دے رہے ہیں اور جس حلقے سے ہمارا ایم این اے یا ایم پی اے منتخب نہیں ہوا ہے وہاں پر ہمارا اس حلقے میں جو امیدوار تھا اس کی سفارش پر اور 50% ہم آن میرٹ دے رہے ہیں۔ بیچ میں کوئی راوی نہیں ہے۔ میں نام نہیں لینا چاہتا لیکن ایک چیف منسٹر نے مجھ سے کہی ہے۔ آپ انکوائری کر لیجئے۔ آپ ٹیسٹ کر لیجئے۔ اس ایوان کے سامنے وہ بیان دیجئے جو حقیقت پر مبنی ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب۔

پروفیسر این۔ڈی۔خان۔ میں پروفیسر خورشید صاحب کا آج سے نہیں عرصہ دراز سے بڑا قدر دان اور ان کی دیانتداری علم اور خلوص کا معترف ہوں۔ یہ جو کچھ بات انہوں نے اٹھائی ہے میں اس پر واضح طور پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ I am dealing with the jobs of the

Federal Government, or the corporations or the divisions which are controlled

by the Federal Government اور میں خود ایم این اے رہا ہوں مجھے آج تک ایم این اے کی صوابدیدی پر یا پارٹی کا functionary office bearer بھی ہوں مجھے کوئی بھی ملازمت نہیں ملی ۔

but so far as I concerned with reference to one of the Chief Minister of the Provinces I cannot say certainly anything. This is a provincial subject but for the satisfaction of the House we will explore and we will enquire and we will give you further informatioin regarding this subject.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ صحیح ہے ۔ تھینک یو ویری مچ' عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا رولز کے مطابق کوئی ایڈجرنمنٹ موشن move کرتا ہے, گورنمنٹ اسے اپوز کرتی ہے ۔ یہاں تو ڈبیٹ بن جاتی ہے جیسے ۱۹۴ کے تحت۔ جناب والا رولز کے مطابق یہ ہاؤس چلانا چاہیئے ۔ میں بڑی عاجزی و انکساری کے ساتھ آپ کی خدمت میں عرض کروں گا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ مہربانی ' اس میں یہ بھی اختیار ہے کہ admissibility پر بات کر سکتے ہیں ۔ بات ہو سکتی ہے ۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ اس پر جنرل ڈبیٹ شروع ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ میں آپ کا مشکور ہوں ۔ جناب والا یہاں پر جو ایڈجرن منٹ موشن ہو اس پر جناب چیئرمین صاحب پوچھ سکتے ہیں ہاؤس کے ممبران سے ----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے کہہ دیا ہے ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ یہ اصولی ہے ۔ ایسے میں ڈاکٹر صاحب کی بات کر رہا ہوں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس مسئلے کو انہوں نے یہاں اس طرح رکھ دیا ہے ۔ اس پر ڈبیٹ ہونا ایک شکل میں ضروری ہے ۔ تو اس وقت ایڈجرنمنٹ موشن کی بات ہو رہی ہے ۔ جناب والا حقائق یہ ہیں کہ یہ تین فیزز پر ۳۰ ہزار سروسز کا انہوں نے پچھلے سال اعلان کیا کہ ہم تیس

ہزار سروسز دیں گے۔ دس ہزار ایک فیز میں ۔ پہلے انہوں نے ڈی سی کے نام سے کہ ڈی سی کو درخواست ملے گی اور پھر سروس ملے گی ۔ آپ ذرا پوچھیں کہ پہلے فیز کی جو پچھلے سال جولائی سے شروع ہوئی ہے دس ہزار سروسز کے لیے کتنے لاکھ درخواستیں آئیں ۔ اور آپ نے اس دس ہزار سروسز میں کہاں ----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ڈاکٹر صاحب وہ بات کر رہے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ یہ ان کا مسئلہ نہیں ہے۔ جناب والا with due respect یہ ان کا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں نہیں آپ بات کریں۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ انہوں نے مڈل پاس تحصیلدار بھرتی کیا تھا۔
جناب والا! دس ہزار سروسز میں آپ پوچھیں کہ آپ نے کہاں انٹرویو لیا۔ ورنہ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے باقاعدہ رولز ہیں باقاعدہ مختلف درجوں کے لیے مختلف کمیٹیز ہوتی ہیں ۔ اس میں انٹرویو ہوتے ہیں کوئی انٹرویو نہیں ہوا۔ اس کے بعد دوسرا فیز جو حبیب بنک کے ذریعے ۔ جناب والا واقعتا ایسے لیٹرز ایشو ہونے ہیں جس میں appointment ہوتی ہے اور ساتھ ہی باقاعدہ پارلیمنٹ ممبر کو لکھا ہوتا ہے ۔ جناب والا ذرا ہاؤس کو order میں رکھیں۔

(مداخلت)

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: The honourable member is speaking. I am on a point of order. Point of order is that so far as this motion is concerned, the honourable Minister who had opposed this motion, he is willing to fix a date and have full fledged debate on it. That means that there is no opposition to this motion. Only the time should be fixed.

Mr. Deputy Chairman: You see, Abdul Rahim is on a point of order and he always remains in patience. Therefore, I give him the floor. After listening the....

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: آپ ان سے پوچھیں کہ دوسرا جو فیز ہے اس میں سوائے ایک محکمہ کے جس کا مجھے معلوم ہے آپ بتا ئیں اگر کہیں بھی انٹرویو ہوئے ہیں۔ کہیں نہیں ہوئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔

جناب عبدالرحیم خان۔ مندوخیل: جناب والا آپ بتائیں کہ وزیراعظم ہاؤس کے علاوہ کسی بھی محکمہ میں کسی کو اختیار نہیں ہے یعنی سوائے ایک محکمہ کے یعنی تیس ہزار سروسز میں سے---- اس لیے یہ جو بات آئی ہے بالکل صحیح ہے یہ adjournment motion بنتا ہے۔ کیونکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے جس پر پوری بحث ہونی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی خان صاحب آپ کچھ بولیں گے۔

Prof. N.D. Khan: Sir, I want to clear few points.

سید محمد فضل آغا: جناب منسٹر کی statement کے بعد میرا right of reply بنتا ہے۔ اس پر میں statement دینا چاہتا ہوں یا تو وہ discussion کر لیں، اس کو admit کر لیں تو پھر میں بھی بات کر لوں گا۔ یا آپ اپنی ruling دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ٹھہریں تو سہی۔ let him speak first.

پروفیسر این ڈی خان: آغا صاحب نے ایک statement floor پر دی ہم نے اس کا جواب دیا۔ that is on the record اب inter statement لا رہے ہیں جناب honourable, respectable member کی طرف سے تو ہم اس کا جواب دے رہے ہیں۔ this is our right مندوخیل صاحب میرے لئے قابل احترام اور قابل عزت ہیں جمہوریت کی بحالی کی جدوجہد میں شریک رہے ہیں لیکن مجھے بہت افسوس ہے اس وقت This is not the proper way of proceedings of the discussion ان کے علم میں facts نہیں ہیں۔ ابھی میرے ہاتھ میں کسی سینیٹر نے ایک انٹرویولیٹر دیا ہے ایسے ہزاروں انٹرویولیٹرز خود میرے پاس آئے ہیں جس میں لوگوں نے کہا ہے کہ صاحب ہمیں نوکری کے لئے بلایا گیا ہے۔ کیا کریں ہم نے کہا جاؤ جا کے انٹرویو میں appear ہو۔ یہاں تین وزارتوں کے وزراء بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو ذمہ دار اراکین

ہیں۔ کوئی ایسی وزارت نہیں ہے کہ جس کے انٹرویو نہ ہوئے ہوں۔ چاہے PTC ہو، PTV ہو، Telecommunication ہو، Education ہو۔

Every department has gone through the processe and through the rules and regulations in confirmity of the system which has been established by the Central Government. This is very unfortunate that he speaks just on the basis of the information provided by such newspapers and we give reply upon them. Every department has gone through this process and through the rules and regulations in confirmity of the system which has established by the Federal Government. This is very unfortunate that we speak just on the basis of information provided by some of the newspapers and we rely upon them

میں آپ کو کہتا ہوں فلور کے اوپر ذمہ داری کے ساتھ کہ پرائم منسٹر ہاؤس کے اندر کوئی سیل نہیں ہے جو اس کے ساتھ deal کرتا ہو۔ It is absolutely wrong اور ہزاروں کی تعداد میں ایسے انٹرویو ہوئے ہیں اور آپ اس کے علاوہ اخبارات کو دیکھیں اخبارات اشتہارات سے بھرے ہوتے ہیں۔ جس میں لوگ apply کرتے ہیں۔ ہم لوگ constitutencies میں بیٹھتے ہیں ہمارے ورکرز صبح سے شام تک ہمارے پاس آتے ہیں روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اشتہارات میں نوکریاں آرہی ہیں۔ ایک نوکری کے اوپر دو ہزار آدمی، دس ہزار آدمی apply کر رہا ہے ہمیں نوکری کہاں سے ملے گی۔

But we are so helpless, we guide them, direct them, go and appear before the interview board and prove your competence and merit and you can be selected there. Inspite of this, if we do such things, it is very unfortunate

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ جناب یہ روزانہ ہمارے پاس پریشانیاں آتی ہیں۔ انعام نیلس کی دس سیٹوں کے لئے سولہ سو درخواستیں سرگودھا میں آئیں اور چالیس آدمیوں نے باقاعدہ امتحان پاس کیا اور ان کا انٹرویو ہوا۔ جس نے top کیا ہے

اس کو چھوڑ کر اوپر سے directive آرہے ہیں ۔ ہم پریشان ہیں ۔ یہ جو انٹرویو ہیں یہ بھی ایک فراڈ اور دھوکہ ہیں ۔ نبی داد خان پروفیسر صاحب ' آپ سے درخواست ہے کہ آپ انٹرویو لیتے ہو تو میرٹ کے اوپر فیصلہ کرو ۔ اوپر سے خدا کے لئے directives جو ہیں ان کو بند کرو ۔

پروفیسر این ۔ ڈی ۔ خان ۔ مولانا صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ ایسے cases کو ہمیں refer کریں ۔ ایسے cases جو top merit پر ہے ۔ یہ بات دوسری ہے کہ بہت سے کوالیفائیڈ لوگ ہیں لیکن ----

سید محمد فضل آغا ۔ میں این ڈی خان کا بڑا مشکور ہوں اور میں قربان جاؤں ان کے ترجمان کے دو سال میں اس کو سچ بولنے کی توفیق نہیں ہوئی ۔ کل رات کے پی وی کے ترجمان کا میں نے حوالہ دیا ۔ کہ انہوں نے کہا کہ لوڈ شیڈنگ نہیں ہے ۔ مگر دس گھنٹے ہمارے ہاں ہورہی ہے ۔ ترجمان کے کیا کہنے ہیں ۔ ان کے ترجمان نے جو دو سال میں کہا ہے سب غلط نکلا ہے ۔ ان کو ثبوت چاہیے ابھی ایک اور میری تحریک التواء ہے ابھی پچھلے دنوں میں حیدرآباد میں چالیس انسپکٹر ایکسائیز و ٹیکسیشن انہوں نے ابھرتی کئے تھے ۔ اس میں ایسے بھی لوگ تھے جنہوں نے apply ہی نہیں کیا تھا ۔ وہ بھی ایڈجرنمنٹ موشن ہے ۔ اور اگر یہ چاہیں تو پھر اس کے لئے اوپن انکوائری کرائی جائے اور یہ مہربانی کریں گورنمنٹ ان کے پاس ہے ۔ اور this is our secretariat ان کے پاس ہے debate کے علاوہ یہ ہمیں اوپن کردیں کہ کتنے انٹرویوز ہونے ہیں ۔ اور کہاں کہاں ہونے ہیں اور کیا selection ہونے ہیں ۔ ایک محکمے او جی ڈی سی میں کچھ انٹرویوز ہونے تھے ۔ لوگ لگے تھے ۔ لیکن پرائم منسٹر کے directives آئے اور او جی ڈی سی میں ان تمام لوگوں کو terminate کرنا پڑا ۔ کوئی دس پندرہ دن کے بعد ۔ یہ ہمیں کیا حقائق سے آگاہ کررہے ہیں ۔

ابھی جناب لاسی صاحب نے دہ کمپنی کے تحت خدام کے لئے لوگوں کو بھجوانا تھا ۔ even وہ بھی کوٹہ سے لئے گئے ہیں ۔ open competition نہیں کرایا گیا اس قسم کی ہزار مثالیں ہیں یہ چیلنج کیا کرتے ہیں ۔ اگر یہ چیلنج کرتے ہیں تو ا

...can prove everything on the floor of the House ابھی کوریا میں لیبر منسٹری نے لوگ بھجوانے ہیں ۔ پچ پہ بھجوانے ہیں کوئی competition نہیں کروائی ہے ۔ ایسی تمام وزارتیں ہیں جن میں ہم ثابت کرسکتے ہیں----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔شکریہ ۔جی لاسی صاحب ۔

جناب غلام اکبر لاسی ۔ جناب چیئرمین جناب فضل آغا صاحب بلوچستان سے ہیں ۔ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں ۔ کہ اس مرتبہ پہلی مرتبہ کوئٹہ میں نہ صرف ایک مرتبہ دو مرتبہ ہم نے کوئٹہ میں ٹیم بھیجی ہیں ۔ اس کمپنی کے لوگ خود آئے ۔ منسٹری نے دو مرتبہ تقریباً تمام اخبارات میں اشتہارات دیئے اور وہاں انٹرویو کئے اور اس کے بعد انہوں نے وہاں ورکر بھیجے ہیں ۔ یہ ایسا پہلی مرتبہ ہوا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی پروفیسر صاحب فرمائیں جی اس کو ختم کریں ناں جی ۔

Prof . N . D : Khan: I have dealt with this motion and I sincerely reiterate my position. But we should not be put on the joke.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی شکریہ ۔ جی سردار صاحب ۔

سردار بشیر احمد خان ترین ۔ جناب یہاں جو چیلنج چیلنج ہورہا ہے ۔ہر کام چیلنجوں پہ شروع ہو گیا ہے ۔ جو حقائق ہیں وہ اس ہاؤس کے سامنے رکھے جائیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔تشریف رکھیں جی۔ بحث بھی ہوئی ۔ اور بات بھی ہوئی بلکہ وزیر صاحب نے بھی ارشاد فرمایا کہ اس کو بحث کے لئے رکھا جائے ۔ I,therefore, admit this motion اور اس کو دو گھنٹے کے لئے رکھا جائے گا ۔ وقت اور تاریخ بعد میں مقرر کریں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔تاریخ آپ سے لے لوں گا ۔

Mian Raza Rabbani: so date has come today.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی آپ تشریف رکھیں۔

میاں رضا ربانی۔ ہاں ابھی شروع کریں بحث سے بھاگتے کیوں ہیں ۔ حکومت کسی موشن سے نہیں بھاگتی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔

Mian Raza Rabbani: Date be fixed today, why are they running away from it.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔جناب آپ تشریف رکھیں۔

میاں رضا ربانی۔ آپ بھی اپنا رویہ درست کریں ۔ فضل آغا صاحب کو دیکھ رہے ہیں یوں یوں نہ کریں آپ اپنا رویہ درست کریں بلور صاحب جلسہ گاہ کی بات نہیں ہے ۔ آپ آغا صاحب کا انداز بھی دیکھیں۔ بات پھر اسی انداز میں ہو گی ۔ آپ بھی یوں یوں ہاتھ مت کریں ۔ جس طرح کریں گے اسی طرح جواب پائیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ آپ مہربانی کر کےتشریف رکھیں۔ ہاں جی آپ راشدی صاحب۔

(مداخلت)

جناب حسین شاہ راشدی۔ یہ معاملہ جو زیر بحث آیا ہے ۔ آپ نے اس کو admit کر لیا ہے۔ اب ہاؤس کا ماحول بھی اسی کو discuss کرنے کے لئے ہے اس کے بعد آپ کریں گے تو خیالات منتشر ہو جائیں گے اپوزیشن پارٹی جو کچھ مواد جمع کر کے آئے گی وہ بکھر جائے گا۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ اس معاملے کو آپ سمجھاتے ہوئے چلیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب بھنڈر صاحب ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ ان پر بات کریں جو آنے والی ہیں جو آج کے ایجنڈے

پر شامل ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میاں صاحب ٹھہریں جی۔ اگلی تو آنے گی بھی نہیں۔

میاں رضا ربانی ۔ گورنمنٹ کسی موشن سے کبھی نہیں بھاگتی ۔ یہ جو بات کہی ہے ہم یہاں پر face کرنے کے لئے آئے ہیں ۔ and we will face-----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ رول کے تحت ایک کے بعد دوسری نہیں آسکتی ۔ باقی تو ختم ہوگئیں آنا ہی نہیں انہوں نے آج باقی تحاریک التواء نے تو آنا ہی نہیں ہے آج وہ تو بات ہی ختم ہوگئی رول کے مطابق۔ جناب مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب ہمارے بل بھی پڑے ہیں جناب والا! پہلے بھنڈر صاحب کے بل ہیں جو ہفتے میں ایک دن آتے ہیں جناب والا ۔ذرا معذرت کے ساتھ یہ مسئلہ نہیں ہے کہ ہم جو ہیں بحث سے بھاگتے ہیں ۔ ہم بحث سے نہیں بھاگے ۔ اس کے بعد ہمارے موشن ہیں میرا اپنا موشن ہے۔

(مداخلت)

Mian Raza Rabbani: Please tomorrow we will discuss this matter

آپ بھاگتے کیوں ہیں ہاؤس کی رائے لے لیں ۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ٹھیک ہے جی ۔

میاں رضا ربانی ۔ جناب ہاؤس کی رائے لے لیں ۔ ایک معیار رکھیں ہاؤس کی رائے کیوں نہیں لے رہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ مجھے افسوس ہے کہ رضا ربانی جو کہ Minister ہیں اور ان کا یہ coduct House میں مزا نہیں دیتا ---

میاں رضا ربانی۔پھر کیا conduct ہے میرا کیا میرا conduct unbecoming اسلئے
ہے کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ sense of the House لے لیں---

سید محمد فضل آغا۔ منسٹر کا اتنا unbecoming with the Chair -----

Mian Raza Rabbani: I am asking the Chair to take the sense of the House. He cannot tell me that my conduct is unbecoming. My conduct is absolutely in accordance with the rule. The Chair should take the sense of the House.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: I would like to bring to the kind notice of the honourable Chairman that provisions of rule 77, sub rule2

یہ ہے۔ جناب اس کے بعد جب leave grant ہو جاتی ہے۔ تو stage over ہوگئی
discussion کے متعلق عرض کروں گا کہ۔

If less than one-fourth of the total membership of the Senate rises, the Chairman shall inform the member that he has grant the leave of the Senate. But if such membership rises, the Chairman shall announce that leave is granted that the motion shall be taken up as the last item for discussion for not more than two hours on such day, as soon as possible, as the Chairman may fix

یہ جو آپ نے fix کرنا ہے۔۔

Mian Raza Rabbani: Here they do not want to go according to the sense of the House. This is one thing. If they want to go.....

Mr. Deputy Chairman: No, no. Mian Sahib it is quite clear

Mian Raza Rabbani: Yes. This is what I am saying. I am coming to that. Since we are going according to the rule then according to the rules, there should have the mover, there should have the Minister who opposed it.

then the mover should have made a relevant statement to the question of admissibility only. I will not go whether it was relevant or irrelevant. Now we are talking of the rules. If at one stage the rule is relevant, then the entire chapter should be relevant that apart from Fazal Agha Sahib's and the statement of the Minister all other statements and speeches should be deleted from the record. Yes., if we are going according to the rules as Mr Bhinder wants to go without taking the sense of the House I agree with him it is the discretion of the Chair but at times they talk about the sovereignty of this House, if they do not want the sovereignty of the House fine....

Mr. Deputy Chairman: After hearing the learned law minister

میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جونہی Presidential Address پہ speeches wind up ہو جاتی ہیں اس کے next day اس کو اٹھا کر

We will fix it up for two hours. Now I adjourned the House to meet again tommorow at 5.00pm.

[The House than adjourned to meet again at 5.00 pm on Monday, 22nd May, 1995]

PCPPI—4643(97) Senate—26-11-97—180.